﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد15 — جمعۃ المبارک15رفروری2008ء — شمارہ07
8رصفر 1429ہجری قمری ❁ 15رتبلیغ 1387 ہجری شمسی

خودکشی کرنے والا

حضرت ثابت بن الضحاکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ16 نے فرمایا جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا اس کو قیامت کے دن اسی چیز سے عذاب دیا جائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان حدیث نمبر 159)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول و فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں۔ سچی کتاب وہ کتاب ہے جو اس کے قانون قدرت کے مطابق ہے اور سچا قول الٰہی وہ ہے جو اس کے مخالف نہیں۔

’’پس جو کچھ وہ افتراء کریں تھوڑا ہے۔ جو شخص مسلمان ہو کر پھر عیسائی بننا چاہے اُس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر اور بالغ ہو کر پھر یہ چاہے کہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو جائے اور وہی نطفہ بن جائے جو پہلے تھا۔ مجھے تعجب ہے کہ عیسائیوں کو کس بات پر ناز ہے۔ اگر ان کا خدا ہے تو وہ وہی ہے جو مدت ہوئی کہ مر گیا اور سری نگر محلہ خانیار کشمیر میں اس کی قبر ہے۔ اور اگر اس کے معجزات ہیں تو وہ دوسرے نبیوں سے بڑھ کر نہیں ہیں بلکہ الیاس نبی کے معجزات اس سے بہت زیادہ ہیں۔ اور بموجب بیان یہودیوں کے اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا محض فریب اور مکر(*) تھا۔ اور پیشگوئیوں کا یہ حال ہے جو اکثر جھوٹی نکلی ہیں۔ کیا باراں حواریوں کو وعدہ کے موافق باراں تخت بہشت میں نصیب ہو گئے کوئی پادری صاحب تو جواب دیں؟ کیا دنیا کی بادشاہت حضرت عیسیٰؑ کو اُن کی اس پیشگوئی کے موافق مل گئی جس کے لئے ہتھیار بھی خریدے گئے تھے کوئی تو بولے؟ اور کیا اسی زمانہ میں حضرت مسیحؑ اپنے دعوے کے موافق آسمان سے اُتر آئے؟ مَیں کہتا ہوں اُترتا کیا اُن کو تو آسمان پر جانا ہی نصیب نہیں ہوا۔ یہی رائے یورپ کے محقق علماء کی بھی ہے بلکہ وہ صلیب پر سے نیم مُردہ ہو کر بچ گئے۔ اور پھر پوشیدہ طور پر بھاگ کر ہندوستان کی راہ سے کشمیر میں پہنچے۔ اور وہیں فوت ہوئے ‡۔

پھر تعلیم کا یہ حال ہے کہ قطع نظر اس سے کہ اس پر چوری کا الزام لگایا گیا ہے انسانی قویٰ کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ حلم اور درگزر پر انجیل کی تعلیم زور دیتی ہے اور باقی شاخوں کا خون کیا ہے۔ حالانکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ انسان کو قدرتِ قادر نے عطا کیا ہے کوئی چیز اس میں سے بیکار نہیں ہے۔ اور ہر ایک انسانی قوت اپنی اپنی جگہ پر عین مصلحت سے پیدا کی گئی ہے۔ اور جیسے کسی وقت اور کسی محل پر حلم اور درگزر عمدہ اخلاق میں سے سمجھے جاتے ہیں ایسا ہی کسی وقت غیرت اور انتقام اور مجرم کو سزا دینا اخلاق فاضلہ میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ نہ ہمیشہ درگزر اور عفو قرین مصلحت ہے اور نہ ہمیشہ سزا۔ اور انتقام مصلحت کے مطابق ہے یہی قرآنی تعلیم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔ (الشوریٰ:41) یعنی بدی کی سزا اسی قدر بدی ہے جس قدر بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود* ہو تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگزر کی ترغیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو جن پر تمام سلسلہ تمدّن کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے اور انسانی قویٰ کے درخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اُس پر بددُعا کی اور دوسروں کو دُعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولدالحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بُرے بُرے اُن کے نام رکھے۔ اخلاقی معلّم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاقِ کریمہ دکھلاوے۔ پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے۔ اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگزر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرینِ مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ یہ کہ فعل سے کچھ اور ظاہر ہو اور قول سے کچھ اور ظاہر ہو۔ خدا تعالیٰ کے فعل میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ نرمی اور درگزر نہیں بلکہ وہ مجرموں کو طرح طرح کے عذابوں سے سزایاب بھی کرتا ہے۔ ایسے عذابوں کا پہلی کتابوں میں بھی ذکر ہے۔ ہمارا خدا صرف حلیم خدا نہیں بلکہ وہ حکیم بھی ہے اور اس کا قہر بھی عظیم ہے۔ سچی کتاب وہ کتاب ہے جو اس کے قانون قدرت کے مطابق ہے اور سچا قولِ الٰہی وہ ہے جو اس کے فعل کے مخالف نہیں۔ ہم نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا کہ خدا نے اپنی مخلوق کے ساتھ ہمیشہ حلم اور درگزر کا معاملہ کیا ہو اور کوئی عذاب نہ آیا ہو۔ اب بھی ناپاک طبع لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک زلزلہ کی خبر دے رکھی ہے جو ان کو ہلاک کرے گا۔ اور طاعون بھی ابھی دُور نہیں ہوئی۔ پہلے اس سے نوحؑ کی قوم کا کیا حال ہوا۔ لوطؑ کی قوم کو کیا پیش آیا؟ سو یقیناً سمجھو کہ شریعت کا ماحصل تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ ہے۔ یعنی خدائے عزّ وجل کے اخلاق اپنے اندر حاصل کرنا۔ یہی کمالِ نفس ہے۔ اگر ہم یہ چاہیں کہ خدا سے بھی بڑھ کر کوئی نیک خُلق ہم میں پیدا ہو تو یہ بے ایمانی اور پلید رنگ کی گستاخی ہے اور خدا کے اخلاق پر ایک اعتراض ہے۔‘‘

(*) یہودیوں کے اس بیان کی خود حضرت مسیح کے قول میں تائید پائی جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح انجیل میں فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے حرامکار مجھ سے نشان مانگتے ہیں ان کو کوئی نشان نہیں دکھلایا جائے گا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ نے کوئی معجزہ یہودیوں کو دکھلایا ہوتا تو ضرور وہ یہودیوں کی اس درخواست کے وقت ان معجزات کا حوالہ دیتے۔ منہ

‡ جو لوگ مسلمان کہلا کر حضرت عیسیٰؑ کو مع جسم عنصری آسمان پر پہنچاتے ہیں وہ قرآن شریف کے برخلاف ایک لغو بات منہ پر لاتے ہیں۔ قرآن شریف تو آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ (المائدۃ:118) میں حضرت عیسیٰؑ کی موت ظاہر کرتا ہے اور آیت قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ (بنی اسرائیل:94) میں انسان کا مع جسم عنصری آسمان پر جانا ممتنع قرار دیتا ہے۔ پھر یہ کیسی جہالت ہے کہ کلام الٰہی کے مخالف عقیدہ رکھتے ہیں۔ توفّی کے یہ معنی کرنا کہ مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے جانا اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی۔ اوّل تو کسی کتاب لغت میں توفّی کے یہ معنی نہیں لکھے کہ مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھایا جانا۔ پھر ماسوا اس کے جبکہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ قیامت کے متعلق ہے یعنی قیامت کو حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کو یہ جواب دیں گے تو اس سے لازم آتا ہے کہ قیامت تو آ جائیگی مگر حضرت عیسیٰؑ نہیں مرینگے۔ اور مرنے سے پہلے ہی مع جسم عنصری خدا کے سامنے پیش ہو جائیں گے قرآن شریف کی یہ تحریف کرنا یہودیوں سے بڑھ کر قدم ہے۔ منہ

* قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگزر کو جائز نہیں رکھا۔ کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں اور شیرازہ نظام درہم برہم ہو جاتا ہے بلکہ اس عفو کی اجازت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ منہ

(چشمۂ مسیحی، روحانی خزائن جلد نمبر20 صفحہ344 تا347 مطبوعہ لندن)

پیشگوئی مصلح موعود

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوشیار پور (انڈیا) میں چالیس دن کی گوشہ نشینی اور شب و روز کی عبادت اور گریہ وزاری کے ذریعہ دینِ اسلام کی سربلندی اور تمام ادیانِ باطلہ پر اس کے غلبہ کے لئے جو پرسوز دعائیں مانگی تھیں انہیں قبولیت کا شرف عطا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسے باکمال فرزند کی خبر دی جو بہت سی خوبیوں سے متصف ہونے والا تھا اور جس کے ذریعہ سے عالمگیر غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہمات سرہونی تھیں۔ چنانچہ آپ نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار میں اس پیشگوئی کو شائع فرمایا۔ اس عظیم الشان پیشگوئی کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤوف و رحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت و عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔''

اس پیشگوئی کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی وہ خوشخبری بھی پوری ہوئی جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کے نزول کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ یَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَہٗ۔ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے اور ان کو اولاد دی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا جو نیکی کے لحاظ سے اپنے باپ کے مشابہ ہوگا نہ کہ مخالف، اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔''

ذیل میں اس موعود بیٹے سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس پُرشوکت اور پُرعظمت پیشگوئی کا متعلقہ حصہ ہدیۂ قارئین ہے۔

''خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے مبارک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا''۔

''اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے''۔

(اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء۔ تذکرہ صفحہ ۱۳۶۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اے مصلح موعود

تو مہدیٔ موعود کا فرزندِ گرامی — تو شوکتِ اسلام کا سرمست پیامی
اسلام کی دنیا میں اشاعت تیرا مقصود
اے مصلح موعود

تثلیث کے حامی ہوئے توحید کے شیدا — ظلمت میں ہوا نور صداقت کا ہویدا
ہونے لگا باطل کا اثر دنیا سے نابود
اے مصلح موعود

بخشا ہے لہو زیست کا اسلام کو تو نے — پھیلا دیا اللہ کے پیغام کو تو نے
ہے کام بھی محمود تیرا نام بھی محمود
اے مصلح موعود

شہرت سے تیری گونجے ہیں دنیا کے کنارے — بڑھنے لگیں قومیں تیری برکت کے سہارے
کچھ خوف نہیں ہم کو جو تو ہم میں ہے موجود
اے مصلح موعود

یوں صاف کئے تیری مسیحی نفسی نے — بیماروں کے دل ہو گئے صحت کے خزینے
سر چشمۂ رحمت ہے تیری چشمِ نم آلود
اے مصلح موعود

اللہ کی باتوں میں بھی ہوتا ہے کہیں شک — تو فتح و ظفر کی ہے کلید اس میں نہیں شک
وابستہ تیرے دم سے ہے اسلام کی بہبود
اے مصلح موعود

تو عطر رضامندی سے ممسوح ہوا ہے — تو کشتیٔ امّت کے لئے نوح ہوا ہے
رحمت کے نشانات تیری ذات میں مشہود
اے مصلح موعود

دشمن نے وہ سب کچھ کیا اُس سے جو بن آیا — ہر رنگ میں طوفان عداوت کا اٹھایا
آتے ہی تیرے سامنے ہر شے ہوئی نابود
اے مصلح موعود

اللہ نے تجھے کلمۂ تمجید سے بھیجا — رحمت سے روانہ کیا تائید سے بھیجا
تو اس کی غیوری سے زمانے کا ہے محسود
اے مصلح موعود

آمد پہ تیری فضل تیرے ساتھ ہے آیا — ہر وقت خدا کا ہے تیری ذات پہ سایہ
تو مہدیٔ دوراں کی دعاؤں کا ہے مقصود
اے مصلح موعود

مظہر ہے تیرا دور ہی حق اور علا کا — آیا تیرے آنے سے خدا ارض و سما کا
ہے اوّل و آخر کا تو ہی مظہر مسعود
اے مصلح موعود

قبروں میں پڑے تھے جو دبے آگئے باہر — اسلام کا لوگوں میں شرف ہو گیا ظاہر
بھاگا ہے نحوست کو لئے باطل مطرود
اے مصلح موعود

اللہ نے تجھے دل کا حلیم آپ بنایا — ہاں سخت ذہین اور فہیم آپ بنایا
بدخواہ تیرا بارگۂ حق سے ہے مردود
اے مصلح موعود

اللہ نے رحمت کا نشاں تجھ کو کیا ہے — احسان کا قربت کا نشاں تجھ کو کیا ہے
تجھ بن ہوئے سب قرب کے اب راستے مسدود
اے مصلح موعود

———— (میر اللہ بخش تسنیم)

پیشگوئی مصلح موعود کا عظیم الشان ظہور

دعویٰ مصلح موعود کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پُر شوکت اعلان

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر 20 فروری 1886ء کو ایک عظیم الشان بیٹے کی خبر دی جو جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے معروف ہے۔ یہ پیشگوئی اپنی تمام تر عظمتوں کے ساتھ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بابرکت وجود میں پوری ہوئی۔ خود حضرت مصلح موعودؓ نے 20 فروری 1944ء کو ہوشیار پور میں ایک جلسۂ عام میں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا پُرشوکت اعلان فرمایا۔ ذیل میں حضرت مصلح موعودؓ کے اس ولولہ انگیز روح پرور خطاب کے بعض حصّے ہدیۂ قارئین ہیں۔ (مدیر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تشہد و تعوذ، سورۂ فاتحہ اور بعض قرآنی دعاؤں کی تلاوت اور ابتدائی کلمات کے بعد فرمایا:

پیشگوئی کا پس منظر

”آج سے پورے 58 سال پہلے جس کو آج 59 واں سال شروع ہو رہا ہے 20 رفروری کے دن 1886ء میں اِس شہر ہوشیار پور میں اِس مکان میں جو کہ میری انگلی کے سامنے ہے ایک ایسے مکان میں جو اُس وقت طویلہ کہلاتا تھا جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ رہائش کا اصلی مقام نہیں تھا بلکہ ایک رئیس کے زائد مکانوں میں سے وہ ایک مکان تھا جس میں شاید اتفاقی طور پر کوئی مہمان ٹھہر جاتا ہو یا وہاں انہوں نے سٹور بنا رکھا ہو یا حسبِ ضرورت جانور باندھے جاتے ہوں، قادیان کا ایک گمنام شخص جس کو خود قادیان کے لوگ بھی پوری طرح نہیں جانتے تھے، لوگوں کی اِس مخالفت کو دیکھ کر جو اسلام اور بانی اسلام سے وہ رکھتے تھے اپنے خدا کے حضور علیحدگی میں عبادت کرنے اور اُس کی نصرت اور تائید کا نشان طلب کرنے کے لئے آیا اور چالیس دن لوگوں سے علیحدہ رہ کر اُس نے اپنے خدا سے دعائیں مانگیں۔ چالیس دن کی دعاؤں کے بعد خدا نے اُس کو ایک نشان دیا۔ وہ نشان یہ تھا کہ مَیں نہ صرف اِن وعدوں کو جو میں نے تمہارے ساتھ کئے ہیں پورا کروں گا اور تمہارے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا بلکہ اِس وعدہ کو زیادہ شان کے ساتھ پورا کرنے کے لئے مَیں تمہیں ایک بیٹا دوں گا جو بعض خاص صفات سے متّصف ہوگا۔ وہ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا، کلامِ الٰہی کے معارف لوگوں کو سمجھائے گا، رحمت اور فضل کا نشان ہوگا اور وہ دینی اور دُنیوی علوم جو اسلام کی اشاعت کے لئے ضروری ہیں اُسے عطا کئے جائیں گے۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ اُس کو لمبی عمر عطا فرمائے گا یہاں تک کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

یہ اعلان بانی سلسلہ احمدیہ نے یہاں سے کیا اور اُس وقت کیا جبکہ وہ ابھی بانی سلسلہ نہیں تھے اور جماعت احمدیہ کی ابھی بنیاد بھی نہیں پڑی تھی۔ قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھی اور اَب بھی وہ ہوشیار پور سے ایک تہائی ہے۔ ہوشیار پور کی آبادی چالیس ہزار ہے اور قادیان کی آبادی چودہ پندرہ ہزار لیکن جس وقت وہ یہاں آئے ہیں اُس وقت قادیان کی آبادی 18 سَو کس کی تھی اور دُنیوی وجاہت کا جہاں تک تعلق ہے اِس کے لحاظ سے آپ کو کسی قسم کی عزت حاصل نہیں تھی۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کا خاندان ایک معزز زمیندار خاندان تھا اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ سلطنت مغلیہ کے عہد میں اِس خاندان کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے عہد میں بھی اِس خاندان کے بعض افراد کو معزز عہدے حاصل رہے ہیں لیکن اِس زمانہ میں یہ خاندان اپنی قدیم عزت کو کھو چکا تھا اور بعض وجوہ سے اِس کی جائداد کا اکثر حصہ ضبط ہو چکا تھا۔ پس اِس زمانہ میں دُنیوی لحاظ سے اِس کی حیثیت ایک معمولی زمیندار کی سی تھی اور پھر اِن کو اپنی عزت بڑھانے کا کوئی شوق بھی نہیں تھا۔ باپ نے انہیں بار بار توجہ دلائی کہ وہ مستقل طور پر کوئی ملازمت اختیار کر لیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ ایسا شخص اُس زمانہ میں یہ اعلان کرتا ہے کہ میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دنیا میں اسلام کو پھیلائے گا اور پھر میرے کام کو لمبا کرنے کے لئے مجھے ایک خاص بیٹا عطا فرمائے گا کیونکہ یہ زمانہ بہت بڑے مفاسد کا ہے اور اِن مفاسد کی اصلاح کے لئے ایک لمبے عرصہ کی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اَب وہ زمانہ نہیں رہا جبکہ جنگ اور قتال سے فیصلہ ہو جاتا تھا بلکہ اَب دلائل اور لمبی بحثوں کے بعد فیصلہ ہوتا ہے اور یہ کام ایک طویل عرصہ چاہتا ہے۔ پس چونکہ موجودہ زمانہ کی اصلاح ایک لمبے عرصہ کی متقضی تھی اِس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ وہ آپ کو ایک بیٹا عطا فرمائے گا اور جیسا کہ بعض دوسری خبروں میں اِس کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی بتایا کہ وہ لڑکا 9 سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا، تمہارا جانشین ہوگا اور اِن صفات سے متّصف ہوگا۔

یہ عظیم الشان خبر خدا کی طرف سے تھی

یہ خبر ایسی زبردست ہے کہ کوئی شخص جو اپنے دل میں دیانت کا مادہ رکھتا ہو اِس کے پورے ہونے سے انکار نہیں کر سکتا اور اُسے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ خبر خدا کی طرف سے ہی تھی کسی انسان کی طاقت میں نہیں تھا کہ وہ ایسی خبر دے سکتا۔

اوّل تو کوئی کہہ نہیں سکتا کہ وہ خود بھی زندہ رہے گا یا نہیں۔ پھر اگر وہ زندہ بھی رہے تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ اِس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ پھر اگر بیٹا پیدا ہو تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ضرور زندہ رہے گا اور لمبی عمر پائے گا۔ پھر اگر وہ خود بھی زندہ رہے اور اُس کا بیٹا بھی زندہ رہے تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ کسی زمانہ میں اُسے اتنی عزت حاصل ہو جائے گی کہ اُس کے جانشین مقرر ہوا کریں گے۔ پھر اگر کسی کو ایسی عزت مل بھی جائے کہ اُس کے جانشین مقرر ہوا کریں تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اُس کا بیٹا ضرور جانشین ہوگا۔ پھر اگر کسی کا بیٹا جانشین بھی ہو جائے تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت حاصل کریں گی۔ غرض اِس پیشگوئی پر جس قدر غور کیا جائے اُتنی ہی اِس کی عظمت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے اور انسان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ ساری باتیں ایسی ہیں جن کو پورا کرنا کسی انسان کی طاقت میں ہرگز نہیں تھا۔

کون شخص ہے جو کہہ سکے کہ میں اتنا عرصہ ضرور زندہ رہوں گا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ میرے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ وہ بیٹا 9 سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ کسی زمانہ میں مَیں اتنی عظمت حاصل کرلوں گا کہ دنیا میں میرے جانشین مقرر ہوا کریں گے۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ میرا بیٹا ایک زمانے میں میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ میرے بیٹے کے زمانہ میں اسلام سارے جہان میں پھیل جائے گا اور اِس کے دنیا پر غالب آ جانے کے سامان پیدا ہو جائیں گے۔ یہ اتنے نشان ایک پیشگوئی میں جمع ہیں کہ کسی انسان میں طاقت نہیں تھی کہ وہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کر سکتا اور پھر دنیا میں اعلان کر کے کہہ سکتا کہ یہ پیشگوئی ایک دن ضرور پوری ہوگی لیکن یہ پیشگوئی جو آج سے اٹھاون سال پہلے کی گئی تھی پوری ہوئی اور بڑی شان اور عظمت کے ساتھ پوری ہوئی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش

1886ء میں جب بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ پیشگوئی شائع کی اُس وقت آپ کا کوئی مرید نہ تھا۔ آپ کی حیثیت ایک فردِ واحد کی سی تھی۔ اِس کے بعد 1887ء میں آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جو 1888ء میں فوت ہو گیا۔ آپ نے اُس لڑکے کے متعلق کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں لکھا تھا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت حاصل کریں گی لیکن اُس لڑکے کے فوت ہونے پر لوگوں نے شور مچا دیا کہ جس لڑکے کے متعلق اتنے بڑے دعوے کئے گئے تھے، وہ زندہ ہی نہ رہا اور آخر یہ شور اتنا بڑھا کہ وہ جو آپ کے ساتھی تھے اُن میں سے بھی بعض اُس وقت آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہ لوگ آپ کے مرید نہ تھے صرف آپ سے ملنے والے اور آپ سے حسنِ عقیدت رکھنے والے تھے لیکن اِس لڑکے کی وفات پر اُن کو بھی ابتلا آ گیا اور وہ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔

ایسے نازک حالات میں جب لوگوں کے لئے ایک ابتلا کی سی حالت تھی اور جب اپنے بھی آپ کو چھوڑ کر بھاگ رہے تھے آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت دنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تو لوگوں سے بیعت لے اور ایک سلسلۂ روحانی قائم کر۔ لوگ ایسے ابتلاؤں کے وقت اِس قدر گھبرا جاتے ہیں کہ اُن کے ہوش بھی ٹھکانے نہیں رہتے مگر چونکہ وہ موعود تھا اِس لئے جب لوگ ہنس رہے تھے کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی ایسے خطرات اور انکار کے زمانہ میں اُس نے احمدیت کی بنیاد رکھی اور لوگوں سے بیعت لینے کا اعلان فرما دیا۔ یہ اعلان آپ نے 1888ء کے آخر میں فرمایا اور 1889ء میں پیشگوئی کے مطابق آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام آپ نے تفاؤل کے طور پر (کیونکہ آپ نے لکھا کہ ابھی مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اَور ہے) محمود رکھا کیونکہ اُس بیٹے کا ایک نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمود بتایا گیا تھا اور چونکہ الہام میں اُس کا ایک نام بشیر ثانی بھی رکھا گیا تھا اس لئے اُس کا پورا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا بچپن، جوانی اور تعلیم

خدا کی قدرت ہے اتفاقاً اِس لڑکے کی جو کھلائی مقرر کی گئی وہ شدید امراض میں مبتلا تھی۔ ایسے شدید امراض میں کہ اِس کے سات آٹھ بلکہ نو بچے کچھ بچپن میں اور کچھ بڑے ہو کر سِل اور دِق سے مر گئے تھے۔ اُس عورت نے بغیر اِس کے کہ لڑکے کے والدین سے اجازت حاصل کرتی اِس کو دودھ پلا دیا۔ عموماً اِس قسم کی عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں چلی جاتی ہیں اور اِس وجہ سے کہ بچہ انہیں جلدی واپس نہ لانا پڑے اُسے دودھ پلا دیتی ہیں۔ اِس عورت نے بھی بغیر اجازت کے اِس لڑکے کو دودھ پلا دیا اور اِس طرح دِق اور سِلِ اور خنازیر کے جراثیم اِس بچے کے اندر چلے گئے۔ چنانچہ جب وہ دو سال کا ہوا تو پہلے اُسے کھانسی ہوئی اور پھر وہ شدید خنازیر میں مبتلا ہو گیا اور کئی سال تک مدقوق و مسلول رہا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے ذریعہ ایک بہت بڑا نشان ظاہر کرنا تھا، اِس لئے خدا نے اُس کو بچا لیا۔ لیکن خنازیر کا مرض برابر اُسے رہا بلکہ بعض دفعہ خنازیر کی گلٹیاں پھول کر گیند کے برابر برابر ہو جاتیں اور مسلسل بارہ تیرہ سال تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ڈاکٹر اور طبیب مختلف اَدویہ کی اُسے مالش کراتے اور کھانے کے لئے بھی کئی قسم کی دوائیں دیتے۔ جب وہ لڑکا جوان ہوا تو اِس بیماری نے دوسری شکل اختیار کر لی اور اُسے سات آٹھ مہینے متواتر بخار آتا رہا۔ اطباء کہتے تھے کہ اِس کا بچنا مخدوش ہے اور اَب شاید ہی یہ جان بر ہو سکے اِس وجہ سے وہ مدرسے میں بھی پڑھ نہیں سکتا تھا۔ جب وہ مدرسے میں جاتا تو چونکہ اُس کی آنکھوں میں ککرے بھی تھے اِس لئے وہ بورڈ کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا اور اگر دیکھتا تو اُس کے سر میں درد شروع ہو جاتا اِس وجہ سے وہ پڑھائی کی طرف توجہ نہیں کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اُس کے اُستادوں نے بانی سلسلہ سے شکایت کی کہ یہ لڑکا پڑھتا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ بیمار

ہے اِس پر زیادہ زور نہ دو۔ مدرسے میں آتا رہے اور کوئی لفظ اس کے کان میں پڑ جائے اتنا ہی کافی ہے زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں۔ یہاں تک کہ اُس نے سکول کا کوئی امتحان پاس نہ کیا۔ پرائمری میں شاید پاس ہوا ہو تو ہوا ہو ورنہ غالباً وہ پرائمری میں بھی پاس نہیں ہوا لیکن مڈل میں وہ یقیناً فیل ہوا اور انٹرنس میں بھی یقیناً فیل ہوا۔ جب وہ انٹرنس میں پڑھتا تھا تو اُس کی لیاقت کا یہ حال تھا کہ امتحان پر جانے سے پہلے اُس نے گھر کا امتحان دیا تو TWO جو انگریزی کا ایک معمولی سا لفظ ہے اس کو اُس نے TOW لکھ دیا اور اُستاد نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا لفظ ہے؟ میں تو اسے نہیں جانتا یہ اُس کی تعلیم کا حال تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد

پھر جب بانی سلسلہ احمدیہ فوت ہوئے تو جماعت کے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ ان کا بھی ایک خلیفہ مقرر ہونا چاہئے جیسے اسلام کی سنت ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو خلیفہ مقرر کر دیا اور لوگوں نے سمجھا کہ وہ پیشگوئی جو ایک لڑکے کے جانشین ہونے کے متعلق تھی وہ غلط ثابت ہوئی اور خلیفہ کوئی اور شخص بن گیا۔ اس کے بعد جماعت میں تفرقہ پیدا ہوا۔ صدر انجمن احمدیہ جو مرکزی مجلس تھی اس کا اکثر حصہ کسی بات میں دوسرے لوگوں سے لڑ پڑا۔ زیادہ جھگڑا یہ تھا کہ یہ نوجوان کہیں بانی سلسلہ احمدیہ کا جانشین نہ بن جائے اور انہوں نے سر سے پیر تک اُس کی مخالفت میں زور لگایا۔ یہ لوگ بڑے مشہور لیکچرار تھے اور دُور دُور تک اِن کا نام پہنچا ہوا تھا۔ اِن میں سے ایک کا نام غالباً آپ نے سُنا ہوگا خواجہ کمال الدین صاحب تھا۔ وہ جہاں جاتے اِن کے لیکچر مشہور ہو جاتے۔ انگلستان میں بھی وہ مبلغ رہے ہیں اور ٹرکی، مصر اور افریقہ کے علاقہ میں بھی وہ پھرے اور انہیں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ دوسرے مولوی محمد علی صاحب تھے یہ اُن دنوں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے بہت مشہور تھے۔ اِسی طرح ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، یہ سب اس لڑکے کے مخالف ہو گئے اور چونکہ یہ صدر انجمن احمدیہ کے بھی ممبر تھے اس لئے انہوں نے پنجاب اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں دورے کرنے شروع کر دیئے تا کہ جماعت میں اس لڑکے کے خلاف شورش پیدا ہو جائے اور تا ایسا نہ ہو کہ یہ لڑکا خلیفہ بن جائے۔ گویا اگر اس لڑکے کے متعلق کوئی پیشگوئی پوری ہونی تھی تو دنیا نے پورا زور لگایا کہ وہ پیشگوئی پوری نہ ہو۔ اگر وہ لڑکا چپ کر کے خلیفہ ہو جاتا جیسے پیروں میں طریق ہوتا ہے کہ باپ کے بعد بیٹا جانشین بنتا ہے تو لوگ کہتے مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی اتفاقی طور پر پوری ہوئی ہے۔ چونکہ پیروں میں قاعدہ ہے کہ بڑا مر جائے تو بیٹا خلیفہ بنتا ہے اس لئے مرزا صاحب کی وفات کے بعد ان کا بیٹا جانشین بن گیا اس میں عجیب بات کون سی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب کو خلیفہ مقرر کیا اور اس طرح وہ سوال اُٹھ گیا کہ یہ جانشینی پیروں کے عام دستور کے مطابق ہوئی ہے۔ پھر اگر حضرت مولوی نورالدین صاحب کی وفات کے بعد وہ لڑکا بغیر مخالفت کے خلیفہ بن جاتا تو بھی لوگ کہہ سکتے تھے کہ چونکہ اس لڑکے کے والد صاحب کی بزرگی کا احساس جماعت میں قائم تھا اس لئے انہوں نے اِس بزرگی کا احساس کرتے ہوئے اِن کے لڑکے کو خلیفہ بنا لیا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرما دیئے کہ جماعت کے تمام سرکردہ لوگ اُس لڑکے کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے اِس قدر شدید مخالفت کی کہ ساری جماعت میں ایک آگ سی لگا دی اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہو جائے یہ لڑکا خلیفہ نہ ہو بلکہ غصہ میں انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ جماعت کا کوئی خلیفہ ہونا ہی نہیں چاہئے۔ لیکن جب حضرت خلیفہ اوّل فوت ہوئے اور جماعت آپ کی وفات پر جمع ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے جس کا یہ فیصلہ تھا کہ یہ پیشگوئی ضرور پوری ہو ایسے سامان کر دیئے کہ اِن لوگوں نے اِس ڈر سے کہ کہیں جماعت اُس لڑکے کو ہی خلیفہ نہ بنا لے، جماعت کے ایمان کے خلاف یہ کہنا شروع کر دیا کہ خلافت ہی نہیں ہونی چاہئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب ان کے یہ خیالات جماعت کے سامنے آئے تو لوگوں نے کہا کہ اگر یہ لوگ یہ کہتے کہ فلاں خلیفہ نہ ہو بلکہ فلاں ہو تو اور بات تھی مگر اَب تو یہ کہتے ہیں کہ خلافت کا سلسلہ ہی جاری نہیں رہنا چاہئے اور یہ بات ہمارے اصول کے خلاف ہے اسے ہم ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

منصب خلافت پر

چنانچہ اُس وقت جماعت نے اس لڑکے کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس طرح وہ پیشگوئی جو حضرت مرزا صاحب نے ہوشیارپور سے شائع کی تھی کہ میرا ایک بیٹا ہوگا اور وہ میرا جانشین ہوگا بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

آپ لوگ جانتے ہیں مَیں اس وقت کس کی طرف اشارہ کر رہا ہوں وہ لڑکا مَیں ہی ہوں جو بارہ تیرہ سال تک خنازیر کے مرض میں مبتلا رہا۔ میں ہی وہ ہوں جو مہینوں نہیں سالوں مدقوق و مسلول لوگوں کی طرح بیمار رہا جیسے ہماری زبان میں بعض لوگوں کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ وہ ہینگ مگتے ہیں۔ میں ہی وہ ہوں جو نہایت کمزور، دُبلا اور نحیف تھا۔ پھر میں ہی وہ ہوں جس کی آنکھوں میں تیرہ چودہ سال کی عمر میں شدید ککرے ہو گئے اور میں پڑھائی کے ناقابل ہو گیا یہاں تک کہ میں بورڈ کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں ہی وہ ہوں جو مڈل میں بھی فیل ہوا اور انٹرنس میں بھی۔ اور میں ہی وہ ہوں جسے انگریزی کا ایک معمولی لفظ Two بھی نہیں لکھنا آتا تھا اور جس نے Two کی بجائے Tow لکھ دیا۔ پھر میں ہی وہ ہوں جس کے خلاف جماعت کے بڑے بڑے لوگ کھڑے ہو گئے۔ تمام محکموں پر ان کا قبضہ تھا، مدرسہ ان کے پاس تھا، لنگر ان کے پاس تھا، ریویو ان کے پاس تھا، جماعت کا انتظام ان کے ہاتھوں میں تھا، خزانہ ان کے پاس تھا اور مختلف عہدے ان کو حاصل تھے۔ پھر میں ہی وہ ہوں جو اپنا بھی مخالف تھا چنانچہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کے سامنے خود یہ تجویز پیش کی تھی کہ آپ خلافت کا انکار نہ کریں کسی ایک شخص کا نام پیش کر دیں میں سب سے پہلے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہوں مگر باوجود اِس کے کہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کو یہ کہا کہ آپ کسی کا نام پیش کریں میں اُس کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں چونکہ خدا کا منشاء یہ تھا کہ اِس شہر میں اُس نے جو الہامات نازل فرمائے تھے اُن کو پورا کرے اور دنیا کو اپنی قدرت کا نشان دکھائے اِس لئے ان کی عقل پر ایسے پتھر پڑ گئے کہ انہوں نے میری اِس بات کو تسلیم نہ کیا اور چونکہ جماعت اِس بات پر مُصِر تھی کہ کسی شخص کو خلیفہ ضرور بنایا جائے اِس لئے مولوی محمد علی صاحب کی بات کو کسی نے نہ مانا اور جماعت نے مجھے اپنا خلیفہ بنا لیا۔

علوم ظاہری و باطنی سے پُر

میں بتا چکا ہوں کہ میں تعلیم سے بچپن سے ہی کورا ہوں وہ سمجھتے تھے کہ ایسا آدمی جب ایک علمی جماعت کا امام بنے گا تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور اِس میں کیا شبہ ہے کہ ظاہری حالات کے لحاظ سے اس بات کا امکان ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اُس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جو ایک کامیاب ڈاکٹر تھے، انہوں نے باہر نکل کر ہمارے مدرسہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا آج ہم تو جا رہے ہیں کیونکہ جماعت نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا لیکن تم تھوڑے ہی دنوں تک دیکھو گے کہ اس مدرسہ پر عیسائی قابض ہو جائیں گے اور تمام عمارت ان کے پاس چلی جائے گی۔ یہ اُس وقت کہا گیا تھا جب ہمارے سالانہ جلسہ پر دو اڑھائی ہزار آدمی آیا کرتے تھے اور اُس وقت کہا گیا تھا جب خزانہ میں صرف گیارہ آنے کے پیسے تھے اور سترہ اٹھارہ ہزار روپیہ قرض تھا۔ یہ لوگ جو بڑے بڑے مالدار تھے اور جماعت میں عزت اور وقار رکھتے تھے انہوں نے سمجھا کہ جب ہم قادیان کو چھوڑ کر چلے جائیں گے تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اُس وقت میری عمر پچیس سال کی تھی اور میری ساری عمر بیماریوں میں گزر گئی تھی۔ میں نے دینی یا دُنیوی تعلیم کسی مدرسہ میں حاصل نہیں کی تھی اور میرے مقابلہ میں جو لوگ کھڑے تھے وہ قوم کے لیڈر، سردار اور معزز تھے، پس دُنیوی لحاظ سے یہی خیال کیا جا سکتا تھا کہ وہ قوم ڈوب جائے گی جسے ایسا راہنما اور سردار ملا ہو لیکن جس وقت اُنہوں نے یہ کہا کہ اس مدرسہ پر عیسائی قابض ہو جائیں گے اور تمام عمارتیں اُن کے پاس چلی جائیں گی اور جس وقت انہوں نے یہ کہا کہ اب قوم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اُس وقت میں اپنے گھر میں گیا اور میں نے اپنے خدا سے یہ دعا کی کہ خدایا! میں اس عُہدے کے لئے کبھی متمنی نہیں ہوا، میں نے کبھی تجھ سے نہیں چاہا کہ تو مجھے خلیفہ مقرر کر دے۔ اب جب کہ تو نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور تو نے خود مجھے اس کام کے لئے چُنا ہے تو اے میرے ربّ! تو مجھے طاقت بھی دے، جس سے میں ان صنادید کا مقابلہ کر سکوں ورنہ میرے اندر ان کا مقابلہ کرنے کی قطعاً طاقت نہیں۔ ان میں سے بعض میرے اُستاد ہیں اور باقی ایسے ہیں جن کا انجمن کے مال اور محکموں پر قبضہ ہے اُس وقت ہمارے اندر اتنی طاقت بھی نہ تھی کہ اگر یہ لوگ ہمیں کہتے مسجد سے نکل جاؤ تو ہم اپنی مسجد میں بھی ٹھہر سکتے۔ غرض میں نے خدا سے یہ دعا کی۔ رات کو جب مَیں لیٹا تو مجھے الہام ہوا۔

''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے''

اور چونکہ اِن لوگوں نے کہا تھا کہ جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور آج سے وہ تباہی و بربادی کے راستہ پر چل پڑے گی اِس لئے خدا نے مجھے الہام کیا کہ لَیُمَزِّقَنَّھُمْ اے محمود! یہ لوگ جو اپنے علم اور اپنی طاقت اور اپنے جتھے اور اپنی دولت کے دعوے کر رہے ہیں ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے اُسی وقت اس مضمون کا ایک اشتہار شائع کر دیا وہ اشتہار آج تک موجود ہے غیر بھی گواہی دے سکتے ہیں اور اپنے بھی کہ اُس میں جو کچھ لکھا گیا تھا وہ کس شان سے پورا ہوا۔ میں نے اُس اشتہار کا ہیڈنگ ہی یہ رکھا تھا کہ

''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے''

پھر میں نے کہا تھا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ لَیُمَزِّقَنَّھُمْ وہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

اُس وقت ہماری جماعت کا 95 فیصدی حصہ ان کے ساتھ تھا اور پانچ فیصدی ہمارے ساتھ تھا اور وہ لوگ فخر کے ساتھ اِس بات کو شائع کرتے تھے کہ ہم وہ ہیں جن کے ساتھ جماعت کی اکثریت ہے اور یہ بات ہمارے حق پر ہونے کا کُھلا ثبوت ہے۔ لیکن ابھی تین ہفتے اِس الہام پر نہیں گزرے تھے کہ جماعت کے 95 فی صدی حصہ نے میری بیعت کر لی اور پانچ فیصد ان کے ساتھ رہ گئے۔ یہ خدا کا وہ نشان ہے جو اُس نے پورا کیا اور جس میں بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ خبر دی تھی کہ میرا ایک بیٹا ہوگا جو میرا خلیفہ ہوگا اور خدا اُس کی تائید کرے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر میری تائید اور نصرت کرنی شروع کر دی۔

میں نے بتایا ہے کہ میں نے کسی قسم کی تعلیم حاصل نہیں کی لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں بتایا کہ مجھے اُس کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا کیا گیا ہے اور چونکہ قرآن کریم کے علم میں دنیا کے سارے علوم شامل ہیں اس لئے اس کے بعد جماعت اور اسلام کے لئے مجھے جس علم کی بھی ضرورت محسوس ہوئی وہ خدا نے مجھے سکھا دیا۔ چنانچہ آج میں دعوے کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے نہیں بیس پچیس سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کا کوئی پروفیسر، دنیا کا کوئی ایم۔اے، خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو، خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو، خواہ وہ منطق کا ماہر ہو، خواہ وہ علم النفس کا ماہر ہو، خواہ وہ سائنس کا ماہر ہو، خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر کوئی اعتراض کرے تو نہ صرف مَیں اُس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اُس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں اور اِس قدر صحیح علم جو اپنی زندگی درست رکھنے یا قوم کی راہنمائی کے لئے ضروری ہو مجھ کو نہ دیا گیا ہو۔

پھر اِس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے فوراً مجھے ہمت بخشی اور میں نے دنیا کے مختلف اطراف میں

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

پاکیزگی صرف ظاہری عبادتوں سے نہیں ہے بلکہ دلوں کی حالت پاکیزہ بنانے سے ہے اوردلوں کی پاکیزگی عبادتوں کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق ادا کرنے سے ہوتی ہے

آج دلوں کی پاکیزگی آنحضرت ﷺ کے اس غلام صادق سے وابستہ ہوکر ہی ہونی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی ایک جماعت ہے جس نے نفوس میں بھی اور اموال میں بھی بڑھنا ہے اور بڑھ رہی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس بڑھنے کو نہیں روک سکتی۔ کیونکہ یہ مزّکی حقیقی کے عاشق صادق کی جماعت ہے۔ پس جہاں جہاں بھی مخالفتیں ہورہی ہیں انہیں میں کہتا ہوں اپنے حوصلے بلند رکھیں اور کسی بھی مخالفت سے گھبرانے کی بجائے اپنے دلوں کو پاک کرنے کے سامان پیدا کرتے چلے جائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں وَیُزَکِّیْھِمْ کے مختلف معانی کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اقدس میں اس دعا کی قبولیت کے مختلف پہلوؤں کا ایمان افروز تذکرہ اور احباب کو قیمتی نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ مورخہ 25رجنوری 2008ء بمطابق 25رصلح 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَيُزَکِّيْهِمْ۔اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَکِيْمُ(البقرة:130)

آج اس آیت میں بیان کردہ ابراہیمی دعا کے چوتھے پہلو یا اس عظیم رسول کی چوتھی خصوصیت کا ذکر کروں گا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک آئندہ تا قیامت رہنے والے زمانے کے لئے آنے والے اس خاتم النبیّین میں ہونی چاہئے اور وہ دعا یہ تھی ''وَیُزَکِّیْھِم'' اور وہ ان کا جو اس کے ماننے والے ہوں تزکیہ کردے۔

اب اگر دیکھا جائے تو ہر نبی جو خدا تعالیٰ دنیا میں بھیجتا رہا ہے، اس کا کام ایسی تعلیم دینا ہی ہوتا ہے۔ ایسے عمل بجالانے کی تلقین کرنا ہی ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں اور جن سے ماننے والوں کا تزکیہ بھی ہو۔ تو یہاں یہ کون سا خاص تزکیہ ہے؟

جیسا کہ میں پہلے خطبات میں بتا چکا ہوں کہ اس عظیم رسول پر اترنے والی آیات بھی خاص مقام کی حامل تھیں۔ آپ پر اترنے والی آیات ایسی محکم تھیں جن کا کبھی پہلے کسی شریعت میں ذکر نہیں ہوا۔ آپؐ پر اترنے والی شریعت ایسی کتابی شکل میں موجود ہے اور آج تک موجود ہے جیسی پہلے دن تھی اور یہ تعلیم جو آنحضرت ﷺ پر اتری، ایسی پُرحکمت ہے جس کے ہر حکم کی دلیل بیان کی گئی ہے، اس کی حکمت بیان کی گئی ہے۔ جو ہمیں کسی دوسری شرعی کتاب میں نظر نہیں آتی۔

پس اس دعا میں تزکیہ کرنے کے معیار بھی وہی مانگے گئے ہیں، یا مانگے گئے تھے جو اس دعا کے پہلے تین حصوں کے لئے مانگے گئے تھے۔ یعنی ایسی پرحکمت تعلیم جو اتاری گئی ہے جس کا ہر ہر لفظ ایک آیت اور نشان ہے اس کے ذریعہ سے جب تزکیہ ہو تو وہ بھی ایسے اعلیٰ معیار کا ہو جس کا کوئی پہلی تعلیم مقابلہ نہ کرسکے۔ کیونکہ اس تعلیم کے ذریعے تزکیہ کا سامان تا قیامت رہنا ہے۔ تا قیامت اس کے ذریعہ سے تزکیہ ہوتے رہنا ہے اس لئے ہر زمانے کی برائیوں سے پاک کرنے کا سامان اس تعلیم میں موجود ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے دعا کے اس حصے کو بھی قبول فرمایا اور قبولیت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا وَیُزَکِّیْھِمْ کہ وہ نبی جو مبعوث ہوا وہ تمہیں پاک کرتا ہے۔ جب ایسی عظیم آیات سے بھری ہوئی پرحکمت تعلیم مل گئی جس نے نہ سابقہ، نہ آئندہ تا قیامت آنے والے کسی معاملے کو بھی نہیں چھوڑا تو تزکیہ والا حصہ کس طرح خالی رہ سکتا تھا۔ پس آنحضرت ﷺ اب تا قیامت پیدا ہونے والے ہر شخص کے لئے مزّکی ہیں اور اب کوئی شخص حقیقی تزکیہ حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ آپؐ کے دامن کو پکڑتے ہوئے آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم پر ایمان نہیں لاتا۔

تزکیہ سے متعلق چند باتیں بیان کرنے سے پہلے اس کے لغوی معنی بتا دیتا ہوں تا کہ اس کی وسعت کا اندازہ ہوسکے۔ زکّی کے ایک معنی ہیں بڑھایا اور نشوونما کی۔ دوسرے معنی ہیں: تطہیر کرنے یا پاک کرنے کے۔ اور پھر یہ بات جو میں نے پہلے بیان کی تھی کہ بڑھانا یا نشوونما پانا۔ یہ بھی دو طرح کا ہے۔ ایک ذات میں بڑھنا اور بڑا ہونا۔ دوسرے سامان اور تعداد میں بڑھنا۔ اور پھر تطہیر بھی دو طرح کی ہے۔ ایک ظاہری پاکیزگی اور طہارت ہے۔ اور دوسرے اندرونی پاکیزگی اور طہارت ہے۔

پس اس لحاظ سے اس لفظ کی حضرت مصلح موعودؓ نے جو جامع تعریف کی ہے وہ یہ ہے کہ وہ انہیں پاک کرے گا۔ نہ صرف دماغوں کو پاک کرے گا بلکہ حکمت سکھا کر دلوں کو بھی پاک کرے گا اور پھر اس تطہیر کی وجہ سے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر جائیں گے یہاں تک کہ وہ ماننے والے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی صفات میں جذب کرلیں گے۔ عام انسان تو نظر آئیں گے لیکن اس طرح کے عام انسان نہیں ہوں گے بلکہ خدا نمائی کا آئینہ دکھائی دیں گے۔ یعنی ہر دیکھنے والا ان سے فیض پانے والا ہوگا۔ ان کے اندر سے خدائی صفات ظاہر ہورہی ہوں گی۔ ان کو دیکھ کر دیکھنے والے یہ سمجھ جائیں گے کہ یہ اللہ والے لوگ ہیں اور ان سے ملنے والے بھی پاک اور اللہ کے خالص بندے ہیں۔ پس یہ بات ہمارا بھی مدعا اور مقصود ہونی چاہئے اور اس کے لئے ہماری کوشش بھی جاری رہنی چاہئے تبھی ہم اس مُزکّی حقیقی کی لائی ہوئی تعلیم سے حقیقی رنگ میں فیضیاب ہوسکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں تزکیہ اور تطہیر کا یہ رنگ جو ہمیں آپؐ کی تعلیم اور قوت قدسی کی وجہ سے صحابہؓ میں چڑھا ہوا نظر آتا ہے وہ بھی ایک خاص نشان ہے اور اس زمانے کے عرب معاشرے میں یہ عظیم انقلاب اس عظیم نبی کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے بااخلاق انسان بنایا یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا اور پھر بااخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا''۔

(تبلیغِ رسالت جلد نمبر 6صفحہ9)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''واضح ہو کہ قرآن کریم اس محاورے سے بھرا پڑا ہے کہ دنیا مر چکی تھی اور خدا تعالیٰ نے اپنے اس نبی

خاتم الانبیاء ﷺ کو بھیج کر نئے سرے سے دنیا کو زندہ کیا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا (الحدید:18) یعنی یہ بات سن رکھو کہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد خدا تعالیٰ زندہ کرتا ہے۔ پھر اس کے مطابق آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں فرماتا ہے وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ (المجادلہ: 23) یعنی ان کو روح القدس کے ساتھ مدد دی۔ اور روح القدس کی مدد یہ ہے کہ دلوں کو زندہ کرتا ہے اور روحانی موت سے نجات بخشتا ہے اور پاکیزہ قوتیں اور پاکیزہ حواس اور پاک علم عطا فرماتا ہے اور علوم یقینیہ اور براہین قطعیہ سے خدا تعالیٰ کے مقام قرب تک پہنچا دیتا ہے‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 194 تا 195)

پس یہ ہے اس مزکّی کی قوت قدسی اور تعلیم کا اثر کہ وہی لوگ جو وحشی تھے جن کے دل کینوں اور بغضوں سے بھرے ہوئے تھے جو شراب، نشہ، جؤا، زنا جیسی بیماریوں میں مبتلا تھے۔ جو اپنے باپوں کی بیویوں کو بھی ورثے میں بانٹا کرتے تھے۔ جو ذرا ذراسی بات پر بھڑک جاتے تھے اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو جاتا تھا اور پھر یہ سلسلہ سالوں تک چلتا تھا۔ لیکن جب اسلام کی آغوش میں آئے تو یہی قربانیاں لینے والے لوگ قربانیاں دینے والے بن گئے۔ وہی جو کینوں اور بغضوں سے بھرے ہوئے تھے عفو و درگزر سے کام لینے والے بن گئے۔ وہی جو شراب کے نشے میں دھت رہنے والے تھے اور پانی کی طرح شراب پینے والے تھے شراب کی ممانعت کا اعلان سنتے ہی شراب کے ہونٹوں سے لگے ہوئے پیالوں کو پھینکنے والے بن گئے۔ وہی جن کے مٹکوں میں پانی کی بجائے شراب ہوتی تھی ایک آواز پر مٹکوں کو توڑنے والے بن گئے اور مدینہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہنے لگ گئی۔ وہی جن کے دن اور رات برائیوں اور گناہوں سے بھرے ہوئے تھے خدمت دین اور عبادت سے اپنے دن اور رات سجانے لگے۔ وہی جو مجلسوں کے رسیا تھے گوشہ خلوت میں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانے والے بن گئے۔

پس یہ انقلاب ان میں اس لئے آیا کہ انہوں نے اس مزکّی کی قوت قدسی اور پاک تعلیم سے فیض پایا۔ ایک جذبے اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پاک قوتیں عطا فرمائیں جن سے ان کی سوچوں کے دھارے بدل گئے۔ وہی جو اس برائی کو برائی نہ سمجھتے تھے نیکی کے اعلیٰ معیاروں کے حصول میں سرگرداں ہو گئے۔ وہی جو جہالت کے اندھیرے گڑھوں میں پڑے ہوئے تھے علم و فضل کے خزانے بن گئے۔ آنحضرت ﷺ کی مجلسوں کی صحبت سے نہ صرف ان کے اپنے دل پاک ہوئے بلکہ وہ پاک علم پھیلانے والے بن گئے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر ان کا یقین کامل ہوا اور روشن نشانوں سے انہوں نے اپنے رب کو پہچانا۔ 360 بتوں کی بجائے خدا تعالیٰ جو واحد و یگانہ ہے اس کی ذات پر ایمان ہر روز بڑھتا چلا گیا۔ ہر روز انہوں نے خدا کی ذات کو نئی شان سے دیکھا اور جانا۔ اور پھر جب ایسے پاک دل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ یعنی اپنے کلام سے، روح القدس سے ان کی مدد کی۔

پس یہ انقلاب تھا جو یہ عظیم رسول اس زمانے کے جاہل عربوں میں لایا۔ ایسا تزکیہ کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں اس عظیم رسول کا زمانہ تا قیامت ہے اس لئے اس تعلیم سے بھی ہمیشہ ان لوگوں کا تزکیہ ہوتا رہے گا جو حقیقی رنگ میں اس سے فیض پانے والے ہوں گے۔ اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

جیسا کہ ہم نے لغوی معنوں میں دیکھا ہے کہ ’’ یُزَکِّیْھِمْ ‘‘ کے معنی یہ بنیں گے کہ ان کی تعداد بڑھائے گا۔ یعنی اس کلام کی غیر معمولی تاثیر کی وجہ سے جو اس پر اترا لوگ اسے قبول کرتے چلے جائیں گے اور ایک وقت آئے گا جب اس عظیم رسول کا دین یعنی اسلام تمام دینوں پر غالب ہو گا۔ یہ انقلاب جو لوگوں کی طبائع میں آپؐ نے پیدا کیا۔ لوگوں کی سوچیں اور ذہنیتیں بدلیں۔ ان کے دماغوں اور دلوں کو یکسر بدل ڈالا۔ یہ ایک دن میں تو نہیں آیا تھا۔ پہلے دن تو تمام عرب نے پاکیزگی اختیار نہیں کر لی تھی۔ آہستہ آہستہ اس تعلیم سے انقلاب آنے لگا جس جس طرح لوگ عقل سے کام لیتے چلے گئے۔ بعض ایسے لوگ ہیں جن کا تزکیہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ان کا تزکیہ نہیں ہو سکتا یہ تو عذاب کے مورد بننے والے لوگ ہیں۔ مکہ میں مخالفت بڑھی تو مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے راستے کھول دیئے اور آہستہ آہستہ تمام عرب حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ابراہیمی دعا کو سنتے ہوئے اس عظیم رسول کے ذریعہ سے پشتوں کے بگڑے ہوؤں کو سیدھا کر دیا۔ وہی ہندہ جو میدان جنگ میں شہید ہونے والے آنحضرت ﷺ کے چچا کا کلیجہ چبانے والی تھی جب اسلام قبول کر کے پاک دل ہوئی تو عبادت گزار بن گئی۔

پس جب ہم یہ نظارے دیکھتے ہیں، ان واقعات کو سنتے ہیں تو دل اس یقین سے بھر جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آج بھی ہم پورا ہوتا ہوا دیکھیں گے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح و مہدی کو بھیج کر آنحضرت ﷺ کے مشن کی تکمیل کا اعلان فرمایا ہے۔ پس اگر کہیں عارضی روکیں جماعت کی راہ میں حائل ہوتی ہیں تو یہ کسی بھی قسم کی مایوسی پیدا کرنے والی نہیں ہونی چاہئیں۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب تک اس مزکّی کی لائی ہوئی تعلیم سے چمٹے رہیں گے یا وہ لوگ چمٹے رہے، سابقہ تاریخ یہی کہتی ہے کہ جب تک وہ لوگ چمٹے رہے، حقیقی طور پر اس پر عمل پیرا رہے تو لوگوں کے دل جیتتے ہوئے انہیں اسلام کی آغوش میں لاتے چلے گئے۔ ان کے تزکیہ کے سامان ہوتے چلے گئے۔

اور آج مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی ہم نے یہی نظارے دیکھے ہیں۔ ہمارا کام اپنے تزکیہ کے لئے اس تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنا ہے اور پھر چاہے دنیا جتنا زور لگا لے اس الٰہی وعدے کو نہیں ٹال سکتی کہ اس دین نے غالب آنا ہے۔ پاکستان میں احمدیوں کے خلاف قانون پاس ہونے سے کیا جماعت کی ترقی رک گئی؟ ہر احمدی جانتا ہے کہ رکنے کا تو سوال ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اس تیزی کے ساتھ چھلانگیں مارتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے جس کا پہلے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پس جن جن ملکوں میں جماعت کی مخالفت آج ہو رہی ہے انہیں بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ، ایک راستہ بند ہو گا تو ہزاروں راستے اللہ تعالیٰ کھول دے گا۔

انڈونیشیا میں آجکل مُلّانوں کے دباؤ کی وجہ سے حکومت جماعت پر بعض سختیاں کر رہی ہے جن میں یہ بھی ہے کہ بعض ایسی باتیں منوانے کی کوشش کر رہے ہیں جو ہمارا نکتہ نظر ہی نہیں ہیں۔ تو میں انڈونیشین احمدیوں سے بھی کہتا ہوں کہ اگر حکومت اپنی بزدلی کے نتیجے میں یا اس وجہ سے جماعت پر پابندی لگاتی ہے، ملانوں کے ڈر سے جماعت پر پابندی لگاتی ہے تو لگا لے۔ اچھا ہے پاک لوگوں کی جماعت مزید نکھر کر دنیا کے سامنے آ جائے گی۔ یہ تسلی رکھیں کہ اس سے انشاء اللہ جماعت کا کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ آج تک کی جماعت کی جو تاریخ ہے اس بات کی گواہ ہے کہ ہر راستے کی روک نے اونچا اڑانے کے لئے ایندھن کا کام کیا ہے۔ پس ہم علیٰ وجہ البصیرت اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام وہی مسیح و مہدی ہیں جن کے آنے کی آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی تا کہ اس اندھیرے زمانے میں دلوں کو پاک کر کے روشنی بخشیں اور خدا سے ملائیں۔ پس آپؑ کا مقام مسیح و مہدی ہونے کی حیثیت سے، آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے غیر شرعی نبی ہونے کا دیا ہے اور اس لحاظ سے آپؑ نبی ہیں اور آج دلوں کی پاکیزگی آنحضرت ﷺ کے اس غلام صادق سے وابستہ ہو کر ہی ہونی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی ایک جماعت ہے جس نے نفوس میں بھی اور اموال میں بھی بڑھنا ہے اور بڑھ رہی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس بڑھنے کو نہیں روک سکتی۔ کیونکہ یہ مزکّی حقیقی کے عاشق صادق کی جماعت ہے۔

پس جہاں جہاں بھی مخالفتیں ہو رہی ہیں انہیں میں کہتا ہوں اپنے حوصلے بلند رکھیں اور کسی بھی مخالفت سے گھبرانے کی بجائے اپنے دلوں کو پاک کرنے کے سامان پیدا کرتے چلے جائیں۔ مزید بڑھ کر اس مزکّی کی تعلیم سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ جتنے دل پاک ہوتے جائیں گے روح القدس کی تائید شامل ہوتی جائے گی، انشاء اللہ اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ہماری تعداد بڑھتی چلی جائے گی۔

پس ایک مومن کا فرض ہے کہ یُزَکِّیْ کے معنوں پر غور کرتے ہوئے عمل کرنے کی کوشش کرے جس سے ہم انشاء اللہ تعالیٰ دینی اور دنیاوی دونوں طور پر ترقی کرتے چلے جائیں گے۔

اس بارے میں ہمیں قرآن کریم نے کیا احکامات دیئے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے کیا نصائح فرمائی ہیں ان کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور یہ تبھی ہو گا جب ہم قرآن کریم پر غور کرنے والے اور روزانہ تلاوت کرنے والے ہوں گے۔ دلوں کی پاکیزگی کے چند ایک احکامات مَیں پیش کرتا ہوں۔

پہلی بات جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کسی قوم کے امراء میں ان کی دولت کی وجہ سے بڑائی پیدا ہو جاتی ہے اور دولت بڑھنے کے ساتھ ساتھ لالچ بڑھتا ہے۔ اپنے ذاتی خزانے بھرنے کی طرف زیادہ توجہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب

صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت کم از کم پچاس فیصد گھرانوں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب پہنچانا بھی شامل ہے۔ امراء کرام و مبلغین انچارج اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جائزہ لے کر ٹارگٹ کو جلد از جلد حاصل کرنے کی سعی فرمائیں اور اپنی مساعی سے وکالت اشاعت لندن کو بھی مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پیدا ہوتی ہے۔ بعض اوقات دوسروں کا حق مار کر بھی اپنے خزانے بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر غریبوں کا حق مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض تو میں نے دیکھا ہے کہ بہانوں کی تلاش میں ہوتے ہیں کہ کسی طرح ملازمین کے پیسے کاٹتے رہیں۔ اسلام نے ان باتوں کو ناپسند فرمایا ہے بلکہ یہ چیزیں ظلم ہیں اور ظلم بہت بڑا گناہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا۔ حرص، بخل اور کینہ سے بچو کیونکہ حرص، بخل اور کینہ نے پہلوں کو ہلاک کیا، اس نے ان کو خون ریزی پر آمادہ کیا اور ان سے قابل احترام چیزوں کی بے حرمتی کروائی

(صحیح مسلم ۔ کتاب البر و الصلۃ والاداب ۔ باب تحریم الظلم)

پھر ایک حدیث ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ ہم نے عرض کیا جس کے پاس نہ روپیہ ہو نہ سامان۔ حضورؐ نے فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ وغیرہ عبادات ایسے اعمال لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا۔ پس ان مظلوموں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ اس شخص کی ساری عبادتیں ان مظلوموں کی طرف چلی جائیں گی۔ یہاں تک کہ ان کے حقوق ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ اس کے ذمے ڈال دیئے جائیں گے اور اس طرح جنت کی بجائے اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ یہی شخص دراصل مفلس ہے۔ (صحیح مسلم ۔ کتاب البر و الصلۃ والاداب ۔ باب تحریم الظلم)

پس ایسے لوگ جو عبادات تو کرتے ہیں بعض دفعہ جماعتی طور پر چندے بھی بڑھ بڑھ کر دے رہے ہوتے ہیں لیکن دوسروں کے حق مارنے والے ہیں، ایسے لوگ ظالم ہیں جن کا بیان اس حدیث میں ہوا ہے اور اس ظلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے تو مفلس ہونے کی حالت میں حاضر ہوں گے۔ پاکیزگی صرف ظاہری عبادتوں سے نہیں ہے بلکہ دلوں کی حالت پاکیزہ بنانے سے ہے اور دلوں کی پاکیزگی عبادتوں کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق ادا کرنے سے ہوتی ہے۔ پس امراء کا غریبوں کے حقوق ادا کرتے ہوئے ان کے لئے مالی قربانیاں دینا، انہیں پاک کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (التوبۃ:103) یعنی اے رسول ان کے مالوں سے صدقہ لے تا کہ انہیں پاک کرے اور ان کی ترقی کے سامان کرے۔ ان کا تزکیہ کرے۔ یعنی یہ صدقہ مومنوں کے مال میں بھی برکت کا موجب ہوگا اور ان کے نفوس میں بھی برکت کا موجب ہوگا۔ بشرطیکہ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دیا جائے. اور یہ مال جو امیروں سے لیا جائے گا پھر قوم کے کمزور طبقے پر خرچ ہوگا جو پھر ان کمزور لوگوں کے مال میں اضافے کا بھی باعث بن سکتا ہے اور ان غریبوں میں سے کئی حالات اچھے ہونے کی وجہ سے پھر اس قابل ہو جائیں گے کہ جو پھر خود اپنے مال کو صاف کرنے کے لئے صدقہ کرنے والے ہوں گے، زکوٰۃ دینے والے ہوں گے، چندوں میں بڑھنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ خوبصورت تعلیم ہے جو اس پاک نبی ﷺ کے ذریعہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے اتاری، جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور جس سے تزکیہ کا صحیح مفہوم سمجھ آتا ہے اور پھر صرف صدقہ اور چندے کا حکم ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ کن کن جگہوں پر وہ خرچ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (التوبۃ:60) کہ صدقات تو محض محتاجوں اور مسکینوں اور ان صدقات کا انتظام کرنے والوں اور جن کی تالیف قلب کی جا رہی ہے اور گردنوں کو آزاد کرانے اور چٹی میں مبتلا لوگوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں عمومی خرچ کرنے اور مسافروں کے لئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ دائمی علم رکھنے والا، بہت حکمت والا ہے۔

حقوق ادا کرنے کے لئے اسلامی نظام حکومت کی اب یہ ایک ذمہ داری بتائی گئی ہے۔ پہلے تو یہ بتایا کہ فقراء پر خرچ کرو یعنی جو بہت زیادہ غربت زدہ ہیں، بیمار ہیں، علاج معالجے کی سہولت مہیا نہیں کر سکتے۔ پھر مساکین ہیں جو کام کی خواہش رکھتے ہوئے بھی سرمائے کی کمی کی وجہ سے کام نہیں کر سکتے۔ ان کی اگر مالی مدد کی جائے تو بہت سی برائیوں سے بچ جائیں گے اور پاک معاشرے کا حصہ بن جائیں گے۔

پھر یہ زکوٰۃ، صدقات کا روپیہ ان پر خرچ کرنے کی اجازت ہے جو حکومتی کارندے یا مال جمع کرنے کے لئے متعین کئے گئے ہیں یا کوئی اور حکومتی کام کر رہے ہیں۔

پھر تالیف قلب ہے اس کے لئے خرچ کیا جائے۔ پہلے زمانے میں یہ خرچ ان لوگوں پر بھی ہوتا تھا جو اسلام قبول کرنا چاہتے تھے لیکن بعض پابندیوں کی وجہ سے اسلام قبول نہیں کر سکتے تھے۔ معاشرے کی پابندیوں میں جکڑے ہوتے تھے۔ یا پھر بعض نئے مسلمان ہونے والے جن کو اپنے معاشرے سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے مالی تکلیفوں کا سامنا تھا تو ان کے لئے یہ رقم خرچ کی جا سکتی تھی اور کی جاتی تھی لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ اسلام جو ہے وہ رقم دے کر یا پیسے دے کر مسلمان بنواتا ہے بلکہ جو مجبور ہیں خود اس بات کا مطالبہ کریں کہ ہماری بعض مجبوریاں ہیں۔ ہمارے بعض مالی بندھن ہیں اگر ہمیں اس سے آزاد کر دیا جائے تو ہم اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں یا بعض پابندیاں ہیں ان سے آزاد ہونا چاہتے ہیں تو ان کے لئے خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ آجکل تبلیغ کے ذرائع ان لوگوں کو مہیا کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ تالیف قلب میں یہ ساری چیزیں آجاتی ہیں۔

پھر غلاموں کی آزادی ہے۔ اُس زمانے میں تو غلام رکھنے کا رواج تھا، آج تو یہ نہیں ہے۔ لیکن بدقسمتی سے بعض امراء نے بعض جاگیرداروں نے غریبوں کو قرض دے کر اپنا غلام بنایا ہوتا ہے اور نہ وہ قرض اترتا ہے اور نہ ہی یہ نوکری کی صورت میں غلامی ختم ہوتی ہے۔ پاکستان میں بھی اس کا بہت رواج ہے۔ خاص طور پر بھٹے والوں میں یا زمینداروں میں۔ بعض جگہ پر تو اب اس کے خلاف کچھ آوازیں اٹھنی شروع ہوئی ہیں۔ لیکن یہ حکومت کا کام ہے کہ ان کو آزاد کرائے۔ جو مالک ہیں ان کو بھی محروم نہ کرے۔ جو مزدور ہے اس کو بھی محروم نہ کرے تا کہ کسی بھی قسم کا ایسا ردعمل نہ ہو جو بجائے پاکیزگی پیدا کرنے کے فساد کا موجب بن رہا ہو۔

پھر جن کو کاروبار میں نقصان ہوئے ہوں ان پر خرچ ہوسکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں عمومی خرچ پر یہ رقم خرچ ہوسکتی ہے یعنی ہر اچھے اور نیک کام پر جس کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس پر یہ رقم خرچ ہوسکتی ہے۔

پھر مسافروں کے لئے ایسے مسافر جو بعض دفعہ رقم کی کمی کی وجہ سے راستوں میں پھنس گئے ہوتے ہیں یا پھر ایسے لوگ جو علم کی تلاش میں نکلنے والے ہیں ان کو اگر خرچ کی کمی ہو تو ان کے لئے یہ رقم خرچ ہوسکتی ہے۔

تو یہ جو سارے احکامات ہیں، یہ معاشرے کو پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر اتری ہوئی کتاب کے ذریعہ سے ہم تک پہنچائے ہیں۔ اگر اسلامی حکومتیں نیک نیتی سے ان باتوں پر عمل شروع کر دیں تو پھر اسلام اور مسلمانوں کا ایک ایسا تصور دنیا کے سامنے ابھرے گا جس کا کوئی نظام مقابلہ نہیں کر سکتا اور ہر قسم کے اعتراضات جو اسلام پر کئے جاتے ہیں خود بخود مٹتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ نہ کسی مذہب کی تعلیم اس کے مقابلے پر ہے، نہ کوئی معاشی نظام اس کے مقابلے پر ہے اور اسلام کا معاشی نظام کیونکہ سود کے بغیر ہے اور پاک دل ہو کر حقوق العباد ادا کرنے کے لئے ہے اس لئے غیر ضروری بوجھ بھی کسی پر نہیں پڑتا۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے محدود طور پر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن وسائل اتنے محدود ہیں کہ باوجود خواہش کے اس پر عمل نہیں ہوسکتا لیکن اگر حقیقی رنگ میں حکومتیں ہیں جو حکومتی نظام چلا رہی ہیں، ان کے پاس وسائل بھی ہوتے ہیں وہ یہ بہتر طور پر کر سکتی ہیں۔ پاکستان کے وسائل کو بھی اگر صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو اتنے وسائل ہیں کہ پاکستان میں غربت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

تو قرآن کریم کی تعلیم ایک ایسی خوبصورت تعلیم ہے جو ہر پہلو سے معاشرے کا تزکیہ کرتی ہے اور اسلامی حکومت میں رہنے والے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی تزکیے پر مبنی اس معاشی نظام سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پھر تزکیے سے ظاہری صفائی بھی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ:223) یعنی اللہ تعالیٰ ان سے جو بار بار اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جو ظاہری اور باطنی صفائی کرنے والے ہیں ان سے محبت کرتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہوئے جھکنا، غلطیوں پر نادم ہو کر استغفار کرنا دل کی صفائی کا باعث ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ ظاہری صفائی پسند فرماتا ہے اور نظافت اور صفائی کے بارے میں خاص طور پر ہدایت ہے۔ دانتوں کی صفائی ہے، کپڑوں کی صفائی ہے جسم کی صفائی ہے، ماحول کی صفائی ہے اور عبادت کرنے کے لئے بھی ظاہری صفائی یعنی وضو کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں مسلمانوں میں صفائی کا معیار اتنا نہیں جتنی اس بارے میں نصیحت کی گئی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جمعہ والے دن خاص طور پر نہانے اور خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔ مسجد میں آتے ہوئے ایسی چیزیں کھانے سے منع کیا ہے جن سے بو آتی ہو۔ پھر ماحول کی صفائی ہے۔ ہم نے، عموماً ہمارے بعض لوگوں نے جو خاص طور پر غریب ممالک ہیں یہ تصور کر لیا ہے، پاکستان بھی ان میں شامل ہے کہ اگر غربت ہو تو گندگی بھی ضروری ہے حالانکہ اپنے ماحول کی صفائی سے غربت یا امارت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ الطھور شطر الایمان۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے یہ روایت ہے آپؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ الطھور شطر الایمان کہ طہارت، پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا یہ ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (صحیح مسلم ۔ کتاب الطھارۃ ۔ باب فضل الوضوء)

حضرت عطا بن یسار بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک دن مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص پراگندہ بال اور بکھری داڑھی والا آیا حضور ﷺ نے اسے اشارے سے سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ سر کے اور داڑھی کے بال درست کرو اور جب وہ سر کے بال ٹھیک ٹھاک کر کے آیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا یہ بھلی شکل بہتر ہے یا یہ کہ انسان کے بال اس طرح بکھرے اور پراگندہ ہوں کہ شیطان اور بھوت لگے۔

(موطأ امام مالک ۔ کتاب الجامع ۔ باب اصلاح الشعر)

آجکل ہمارے ہاں بعضوں کو خیال ہے کہ جو اللہ والے ہوتے ہیں ان کے لباس بھی گندے ہونے چاہئیں اور حلیہ بھی بگڑا ہوا ہونا چاہئے اور ان میں سے بو بھی آنی چاہئے تو یہ حدیث اس کی نفی کرتی ہے۔

آجکل یہاں بھی میں نے دیکھا ہے بعض دفعہ میں سیر سے آتا ہوں، بچے سکول جاتے ہیں، یہاں کے مقامی بچے تو ہیں ہی، ہمارے بعض پاکستانی بچے بھی ہیں اور بعض احمدی بھی کہ بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ لگتا ہے کہ بس سو کے اٹھے ہیں اور اسی طرح اٹھ کر سکول جانا شروع ہو گئے ہیں۔ تو ماں باپ کو چاہئے کہ بچوں کی تربیت بھی ابھی سے اس عمر میں کریں کہ صبح اٹھیں، تیار ہوں، بال سنواریں، منہ ہاتھ دھوئیں اور وقت پہ اٹھیں تاکہ وقت پہ تیار ہو کر سکول جا سکیں اور خود بھی ماں باپ اپنی صفائی کا خیال رکھیں۔ جن گرم ممالک میں پسینہ زیادہ آتا ہے وہاں خاص طور پر جسمانی صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔ پانی اگر میسر ہے، بعض جگہ تو پانی بھی میسر نہیں ہوتا لیکن بہرحال ایک دفعہ ضرور نہانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تو یہ باتیں ہیں جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ صفائی ہے، یہ ستھرائی ہے، یہ ایمان کا حصہ ہے۔ پھر دل کی صفائی ہے، جس سے تزکیہ ہوتا ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ صحابہ نے کس طرح اپنا تزکیہ کیا اور برائیوں کا خاتمہ کیا۔

میں یہاں چند ایک برائیوں کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں جس نے باوجود اس کے کہ دلوں میں نیکی موجود ہے لیکن پھر بھی بعض احمدیوں کے دلوں میں بھی یہ برائیاں پیدا کر دی ہیں۔ اور نیکی اور برائی ایک ساتھ نہیں رہ سکتے، یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ اگر برائیاں بڑھتی رہیں یا قائم رہیں تو نیکیوں کو نکال دیتی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے دلوں میں نیکیوں کے قدم مضبوط ہوں اور برائیوں کو باہر نکالیں تاکہ تزکیہ قلب حقیقی رنگ میں ہو۔ ان برائیوں میں سے ایک حسد ہے۔ ایک جھوٹ ہے۔ پھر قرض لینے کی عادت ہے اور قرض نہ واپس کرنے کی عادت ہے۔ تو آجکل کے معاشرے میں ان باتوں نے بہت سے مسائل پیدا کئے ہوئے ہیں، اس لئے ان کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

حسد سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا سکھائی ہے کہ یہ دعا کرو: وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ (الفلق:6) کہ حاسد کے حسد سے اللہ تعالیٰ بچائے۔ جب ایک مومن خود بچنے کی دعا کرے گا تو پھر ایک پاک دل مومن یہ بھی کوشش کرے گا کہ دوسرے سے حسد کرنے سے بھی بچے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح بھسم کر دیتا ہے جس طرح آگ ایندھن اور گھاس کو بھسم کر دیتی ہے۔

(ابو داؤد ۔ کتاب الادب ۔ باب فی الحسد ۔ سنن ابن ماجہ ۔ ابواب الزھد ۔ باب الحسد)

نیکیاں جو ہیں وہ حسد سے بالکل ختم ہو جاتی ہیں جل کے راکھ ہو جاتی ہیں۔

پھر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، بے رخی اور بے تعلقی اختیار نہ کرو باہمی تعلقات نہ توڑو، بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو، کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اس سے قطع تعلق کرے۔ (مسند احمد ۔ مسند انس بن مالک)

یہ چیزیں ہیں جو دلوں میں پاکیزگی پیدا کرتی ہیں۔ دلوں کی پاکیزگی اگر قائم رکھنی ہے۔ اگر اپنی عبادات سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔ اس مزکّی کی تعلیم سے فائدہ اٹھانا ہے تو حسد سے بچنے کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔

اگر ہر شخص اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی کرنے کا عہد کرے تو حسد پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض بظاہر بڑے اچھے نظر آنے والے جو لوگ ہیں ان میں بھی دوسروں کے لئے حسد ہوتا ہے جس کی آگ میں وہ آپ بھی جل رہے ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جتنا وقت ایسے لوگ حسد کرنے اور چالاکیوں کے سوچنے میں لگاتے ہیں کہ دوسروں کو کس طرح نقصان پہنچایا جائے اتنا وقت اگر وہ تعمیری سوچ میں لگائیں، دعاؤں میں لگائیں تو شاید حسد سے بچنے اور مسابقت کی روح کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں ان لوگوں سے زیادہ آگے بڑھا دے اور جلدی آگے بڑھا دے۔

پھر دوسری بات جھوٹ ہے۔ اس بارے میں بھی مَیں اکثر کہتا رہتا ہوں۔ ہر قسم کی غلط بیانی سے بچنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جھوٹ بھی شرک کے قریب کر دیتا ہے۔ پس اس سے بچنا بھی ایک مومن کے لئے، ایک ایسے شخص کے لئے جو اپنا تزکیہ کرنا چاہتا ہو انتہائی ضروری ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں سچ اختیار کرنا چاہئے کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق کہلاتا ہے۔ صدیق لکھا جاتا ہے۔ ہمیں جھوٹ سے بچنا چاہئے کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق و فجور سیدھا آگ کی طرف لے جاتے ہیں۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذّاب یعنی جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ (صحیح البخاری ۔ کتاب الأدب)

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا۔ جی حضور ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپؐ تکیے کا سہارا لئے ہوئے تھے جوش میں آ کر بیٹھ گئے اور بڑے زور سے فرمایا دیکھو تیسرا بڑا گناہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔ آپؐ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ہم نے چاہا کہ کاش آپ خاموش ہو جائیں۔

(صحیح البخاری ۔ کتاب الشھادات ۔ باب ما قیل فی شھادۃ الزور)

پس آنحضرت ﷺ کو گوارا نہیں تھا کہ ان کی امت میں سے ہو کر اس مزکّی کی طرف منسوب ہو کر پھر آگ میں پڑنے والا ہو اور اس تصور نے ہی آپؐ کو بے چین کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس لعنت سے ہمیشہ بچنے کی توفیق دے اور اپنے دلوں کا حقیقی تزکیہ کرنے والا بنائے۔

تیسری بات جو آجکل کا مسئلہ بن کر سامنے آ رہی ہے جیسا کہ میں نے کہا وہ قرضوں کی واپسی ہے۔ لوگ ضرورت ہو تو قرض لے لیتے ہیں مگر واپسی پر بہت لیت و لعل سے کام لیتے ہیں۔ قرض لینے سے پہلے جس شخص سے قرض مانگا جا رہا ہو۔ اس سے زیادہ نیک اور پرخلوص دل رکھنے والا اور پتہ نہیں کیا کیا کچھ نیکیوں اور خوبیوں کا وہ مالک ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کی طرف سے واپسی کا مطالبہ ہوتا ہے تو اس سے زیادہ خبیث اور بد دماغ اور ظالم شخص کوئی نہیں ہوتا۔ تو مومن کا تو یہ شیوہ نہیں ہے۔ پاک دل کی خواہش رکھنے والوں کا تو یہ شیوہ نہیں ہے۔ اس عظیم رسول اور مزکّی کی طرف منسوب ہونے والوں کا تو یہ شیوہ نہیں ہے۔ پس ہمیں وہی راستے اختیار کرنے چاہئیں جو اس مزکّی نے اپنے اسوہ کے طور پر ہمارے سامنے پیش فرمائے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے قرض ادا کرنے کا تقاضا کیا اور بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ آپ کے صحابہ کو بڑا غصہ آیا اور اسے ڈانٹنے لگے۔ حضور نے فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو کیونکہ جس نے لینا ہو وہ کچھ نہ کچھ کہنے کا بھی حق رکھتا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اسے اس عمر کا جانور دے دو جس عمر کا اس نے وصول کرنا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اس وقت تو اس سے بڑی عمر کا جانور موجود ہے۔ آپؐ نے فرمایا: وہی دے دو کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنا قرض زیادہ عمدہ اور اچھی صورت میں ادا کرتا ہے۔

(صحیح البخاری ۔ کتاب الوکالۃ ۔ باب الوکالۃ فی قضاء الدیون)

پس یہ ہے اسوہ جس کے مطابق قرض ادا کرنے والے کو قرض ادا کرنا چاہئے۔ ہاں اگر حالات ایسے ہوں کہ قرض ادا نہ کر سکیں تو پھر احسن رنگ میں مہلت مانگ لینی چاہئے یا پھر کوئی ضمانت دینی چاہئے۔ اور ایک مومن قرض دینے والے کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ مہلت کی یہ بات مان لے اور ضمانت مان لے تاکہ معاشرے سے فتنہ و فساد ختم ہو۔ دونوں طرف کے دلوں کی رنجشیں اور کدورتیں دور ہوں اور پاک دل رہیں اور یہی اخلاق ہیں جو معاشرے میں دلوں کی پاکیزگی کا باعث بنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم رسول اور مزکّی کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم ان لوگوں میں شامل ہوں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی۔ یعنی وہ کامیاب ہو گیا جو پاک ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں پاک لوگوں میں شمار کرتا رہے۔ آمین

بقیہ: دانت درد رحمت ہے ۔ از صفحہ 9

مرکب نسخے بتائے جا سکتے ہیں لیکن اس مضمون میں طویل اور مشکل نسخوں کا ذکر مناسب معلوم نہیں ہوتا اس لئے کرم خوردہ دانتوں کے درد کیلئے ایک نسخہ اور مسوڑھوں کی سوزش وغیرہ کی وجہ سے ہونے والے درد کیلئے ایک اور نسخہ افادۂ عام کی غرض سے شائع کیا جاتا ہے۔

کرم خوردہ دانتوں کے درد کا نسخہ

کرم خوردہ دانتوں کے درد میں مندرجہ ذیل مرکب کے لوشن میں روئی کا پھایہ بھگو کر متاثر دانت میں رکھیں۔

ایکونائیٹ 30- ACONITE

بیلاڈونا 30- BELLADONNA

مرک سال 30- MERC SOL

کیمومیلا 30- CHAMOMILLA

سٹیفی سیگریا STAPHSSAGRA-30

نوٹ نمبر 1: یہ فارمولا ضرورت ہو تو 30 طاقت کے بعد 200 پوٹینسی میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ نمبر 2: یہ فارمولا 30 پوٹینسی میں بصورت لوشن بیمار دانتوں میں لگانے اور 200 طاقت میں کھانے سے بھی بہترین نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

تکرار دوا

دانت درد کی دوا دس پندرہ منٹ کے وقفہ سے لے کر بارہ یا چوبیس گھنٹہ تک کے وقفہ سے (حسب ضرورت) دوہرائی جا سکتی ہے۔

مسوڑھوں کی سوزش کا علاج

مسوڑھوں کی سوزش وغیرہ میں پلانٹیگو مدر ٹنکچر Plantagoo میں روئی کا پھایہ بھگو کر متاثرہ مسوڑھوں پر حسب ضرورت تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ملا جائے تو خراب مسوڑھوں کے درد اور سوزش کیلئے مفید ہے۔

زیادہ مسوڑھے خراب ہوں تو سادہ پانی میں یہ دوا ملا کر لوشن بنائیں اور اس سے بار بار کلیاں کی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آرام آ جائے گا۔

(الفضل 13 ستمبر 1980ء)

بقیہ: پیشگوئی مصلح موعود کا ظہور۔از صفحہ 4

اسلام اور احمدیت کو پھیلانے کے لئے مشن قائم کر دیئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے اُس وقت صرف ہندوستان اور کسی قدر افغانستان میں جماعت احمدیہ قائم تھی باقی کسی جگہ احمدیہ مشن قائم نہیں تھا۔ مگر جیسا کہ خدا نے پیشگوئی میں بتایا تھا ”وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا“۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مختلف ممالک میں احمدیہ مشن قائم کروں۔ چنانچہ میں نے اپنی خلافت کے ابتدا میں ہی انگلستان، سیلون اور ماریشس میں احمدیہ مشن قائم کئے۔ پھر یہ سلسلہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا۔

پیشگوئی کا مصداق ہونے کا پُرشوکت اعلان

”......غرض دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو آج سلسلہ احمدیہ سے واقف نہ ہو، دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو یہ محسوس نہ کرتی ہو کہ احمدیت ایک بڑھتا ہوا سیلاب ہے جو ان کے ملکوں کی طرف آ رہا ہے۔ حکومتیں اِس کے اثر کو محسوس کر رہی ہیں بلکہ بعض حکومتیں اِس کو دبانے کی بھی کوشش کرتی ہیں۔......میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور موعود بھی آئیں گے اور بعض ایسے موعود بھی ہوں گے جو صدیوں کے بعد پیدا ہوں گے۔ بلکہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا جس کے معنے یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہوگا نازل ہوگی اور وہ میرے نقشِ قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا۔ پس آنے والے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اپنے اپنے وقت پر آئیں گے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اِس شہر ہوشیار پور میں سامنے والے مکان میں نازل ہوئی جس کا اعلان آپ نے اِس شہر سے فرمایا اور جس کے متعلق فرمایا کہ وہ 9 سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا وہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے اور اب کوئی نہیں جو اِس پیشگوئی کا مصداق ہو سکے۔

یہ پیشگوئی کسی بعد کے زمانہ کے لئے نہیں تھی بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا اِس زمانہ کے لوگوں کے ایمان کی زیادتی کے لئے یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ پس ضروری تھا کہ یہ پیشگوئی اِسی زمانہ میں پوری ہوتی اور ان لوگوں کے سامنے پوری ہوتی جن کے سامنے یہ شائع کی گئی تھی۔ ہم میں ابھی سینکڑوں وہ لوگ زندہ موجود ہیں جنہوں نے اپنے سامنے اِس اشتہار کو شائع ہوتے دیکھا اور پڑھا۔ اُنہوں نے وہ تمام مخالفتیں دیکھیں جو پیشگوئی کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ہوئیں اور پھر انہوں نے اس پیشگوئی کی اکثر علامات کو پورا ہوتے دیکھا۔ پس آج ہم اِس جگہ پر اِس لئے جمع ہوئے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں جس نے ایک گمنام شخص کو، ایسے گمنام شخص کو جو گھر میں بھی پہچانا نہیں جاتا تھا دنیا کے کونے کونے تک مشہور کر دیا۔“

”......اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو ایسے زور آور حملوں کے ساتھ پورا کیا ہے کہ میں نہیں سمجھتا دنیا کا کوئی شخص دیانتداری سے غور کرنے کے بعد یہ کہہ سکے کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اُسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ خدا کی پیشگوئی ہے۔ اُسی خدا کی جو عالم الغیب ہے جس کے قبضہ وتصرف میں زمین وآسمان کا ذرّہ ذرّہ ہے۔ پس یہ ایک بہت بڑا نشان ہے جو خدا نے ظاہر کیا۔ مَیں اِس نشان کو پیش کرتے ہوئے ان لوگوں سے جو اِس وقت یہاں جمع ہیں کہتا ہوں کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ لوگ خدا کے اِس نشان پر غور کریں اور اِس سے فائدہ اُٹھائیں؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ لوگ خدا تعالیٰ کے ان زور آور حملوں کو دیکھنے کے بعد اُس کے مامور کو قبول کریں تا کہ دنیا میں امن اور آشتی پیدا ہو اور صلح کا دَور دَورہ ہو؟ یاد رکھو! جب تک خدا کے بھیجے ہوئے مامور کی راہنمائی کو دنیا قبول نہیں کرتی اُس وقت تک اسے کبھی امن حاصل نہیں ہوسکتا چاہے وہ کتنا زور لگا لے اور چاہے کتنا ہی امن کے حصول کے لئے جدوجہد کر لے۔ دنیا کے لئے ایک ہی ذریعہ امن حاصل کرنے کا ہے کہ وہ اِس درخت کے سایہ کے نیچے آ جائے جو خدا نے لگایا ہے۔ جب تک وہ اِس درخت کے سایہ کے نیچے نہیں آتی اُس وقت تک اُسے کبھی حقیقی امن اور اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا۔

اس پیشگوئی میں کثیر خبریں جمع ہیں

میں نے بتایا ہے کہ یہ پیشگوئی صرف ایک پیشگوئی نہیں بلکہ اس میں اتنی کثیر خبریں جمع ہیں کہ کسی انسان کی طاقت میں نہیں تھا کہ وہ ایسی خبریں دے سکتا۔ دنیا میں کون کہہ سکتا ہے کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا، وہ 9 سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا، وہ زندہ رہے گا، وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا، وہ رحمت اور فضل کا نشان ہوگا، قومیں اُس سے برکت پائیں گی، اسیر اُس سے رستگار ہوں گے اور دین اسلام کا شرف اُس کے ذریعہ ظاہر ہوگا۔ یہ تمام امور ایک ایک کرکے اِس بات کی شہادت پیش کر رہے ہیں کہ یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے تھی۔

”......جس زمانہ میں مَیں خلیفہ ہوا ہوں لوگ کہا کرتے تھے کہ ایک بچہ جماعت کا خلیفہ ہو گیا ہے اب یہ جماعت ضرور تباہ ہو جائے گی۔ مگر دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہی جماعت جو ایک بچہ کے سپرد کی گئی تھی آج اُس سے کئی گنا زیادہ ہے جب وہ میرے سپرد کی گئی تھی۔ آج جماعت احمدیہ اُس وقت سے بیسیوں گنے زیادہ ممالک میں پھیل چکی ہے۔ آج جماعت کی عزت میں اُس وقت سے بیسیوں گنا زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ آج جماعت کے خزانہ میں اُس وقت سے بیسیوں نہیں سینکڑوں گنا زیادہ روپیہ ہے۔ پھر وہی شخص جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ جاہل ہے علوم سے نابلد ہے، خدا نے اُس کو اپنے پاس سے علم دیا۔ چنانچہ میرے ذریعہ سے مسائلِ اسلامیہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایسے علوم جمع کر دیئے ہیں کہ آج دشمن سے دشمن بھی اُن کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں اور وہ اقرار کرتے ہیں کہ اسلام کی تشریح اِس سے بہتر ناممکن ہے۔“

”......غرض آج میں نے اپنے فرض کو ادا کر دیا اور میں نے سب لوگوں کو بتا دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی جو آپ نے اپنے ایک لڑکے کے متعلق فرمائی تھی اور جس میں بتایا تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے اور میں ہی آپ کا وہ موعود بیٹا ہوں جس کا اُس اشتہار میں ذکر کیا گیا تھا جو آپ نے 20 / فروری 1886ء کو شائع کیا۔“

(انوار العلوم جلد17 صفحہ146 تا صفحہ164۔ ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر (مرحوم)

دانت درد رحمت ہے

بہت سے لوگوں کو یہ عنوان پڑھ کر غصہ آئے گا کہ ”دانت درد رحمت ہے“ خصوصاً جو لوگ بدقسمتی سے فی الوقت دانت درد کے انتہائی اذیت ناک تجربہ سے گزر رہے ہوں گے اور اس موذی تکلیف سے نجات پانے کیلئے ایک چھوڑ سارے دانتوں کو جڑ سے نکلوا دینے پر تیار ہوں گے۔ ایسے لوگوں کی حالت بے شک قابل رحمت ہوتی ہے مگر امر واقعہ یہی ہے کہ دانت درد عموماً دانتوں یا مسوڑھوں کی کسی خطرناک بیماری کا مثلاً دانتوں کے گھن کیڑا لگنے (Caries) یا ماسخورہ، پائیوریا (Pyorrahea) وغیرہ کیلئے بطور انتباہ یا بطور نشانی کے ہوتا ہے۔

دانتوں اور مسوڑھوں کی یہ تباہ کن بیماریاں نظام ہضم کی اس بنیاد (دانتوں مسوڑھوں وغیرہ) کو تہس نہس کر دیتی ہیں اور انسان جوانی میں ہی بڑھاپے کی علامات کا شکار ہو جاتا ہے۔ ابتداء میں ان امراض کا اظہار دانت درد کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔ دانت درد ایک طرف غافل مریض کو جھنجھوڑ کر معالج کے پاس جانے پر مجبور کرتا ہے تو دوسری طرف مرض کے مقام، نوعیت اور شدت وغیرہ کو سمجھنے میں معالج کی رہنمائی کرتا ہے اور اگر قدرت کے اس انتباہ اور رہنمائی سے مریض اور معالج دونوں فائدہ اٹھائیں تو بیماری کے کسی بھی مرحلہ پر اسے مستقل طور پر روکا جا سکتا ہے۔ اکثر خطرناک امراض کی طرح دانتوں کی امراض میں بھی اگر کسی میں درد ظاہر نہ ہو یا درد کو درد فراموش اور سکون آور ادویہ کے ذریعہ دبا دیا جائے تو عموماً پہلے بلکہ دوسرے درجہ میں بھی مرض کا علم نہیں ہو پاتا اور بیماری کا علم اس وقت ہوتا ہے جب بیماری تیسرے درجے میں داخل ہو کر متاثرہ عضو یا اعضاء کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا چکی ہوتی ہے۔

پس چونکہ درد بیماری کی ایک علامت ہوتی ہے اس لئے جب کیریز، پائیوریا، مسوڑھوں کی سوزش اور منہ کے ناسور وغیرہ امراض کا مکمل علاج ہو جاتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ دانت درد بھی کم ہوتے ہوتے بالآخر ختم ہو جاتا ہے۔

دانت درد کا فوری علاج

تاہم دانت درد بعض اوقات اس قدر ناقابل برداشت ہوتا ہے کہ اگر اسے جلد از جلد روکا نہ جا سکے تو بعض سمجھ دار لوگ اور ڈاکٹر تک بھی دانت نکلوانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دانتوں کی صفائی، حفاظت پائیوریا اور کیریز وغیرہ امراض کے مستقل علاج وغیرہ کے بارہ میں کچھ بیان کرنے سے پہلے دانت درد کے فوری علاج کے بارہ میں کچھ بتایا جائے۔ دانت درد کا علاج عموماً تین طریق پر کیا جاتا ہے۔

دانت درد کا ایک علاج

دانت درد کا ایک علاج تو (علاج دنداں اخراج دنداں کے علاوہ) یہ کیا جاتا ہے کہ سن اور بے حس کرنے والی درد فراموش دوائیں دے کر وقت گزاری کی جاتی ہے اس بے اصولے علاج کا نتیجہ عام طور پر اچھا نہیں ہوتا اور مریض کی طبیعت پر ایسی دواؤں کے برے اثرات کے علاوہ تھوڑے عرصہ میں ہی یہ وقتی سکون اور دوائیں بے اثر ہو کر وقتی آرام پہنچانے میں بھی ناکام ہو جاتی ہیں نتیجتاً مریض کو بیمار دانت نکلوا دینے پڑتے ہیں۔

دانت درد کے علاج کا دوسرا طریقہ

دانت درد کے علاج کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شدید درد کو نظر انداز کر کے ابتداء ہی مزاجی علاج سے کی جاتی ہے یہ علاج بھی سائنٹیفک ہونے کے باوجود عملی طور پر کامیاب نہیں ہوتا کیونکہ اس طریقہ علاج میں تشخیص مرض و تجویز دوا کا مرحلہ ہی اتنا طویل ہوتا ہے کہ مرض اور مریض کی علامات کا ریکارڈ مکمل ہونے تک درد سے تڑپتا ہوا مریض انتظار اور صبر نہیں کر سکتا اور عموماً دانت نکلوانے چل پڑتا ہے

دانت درد کے علاج کا تیسرا طریقہ

دانت درد کے علاج کا تیسرا طریقہ جو محتاط بھی ہے اور بفضل اللہ تعالیٰ کامیاب بھی وہ یہ ہے کہ دانت درد کے کیس میں مریض کی حالت کا سرسری جائزہ لے کر بیمار دانت یا دانتوں مسوڑھوں وغیرہ کا ایک آدھ منٹ میں معائنہ مکمل کر لیا جائے اور پھر فوری طور پر کھانے اور لگانے کیلئے دانت درد کی خصوصی ادویات تجویز کر کے مریض کو اپنے سامنے استعمال کروائی جائیں اور افاقہ ہونے کے بعد مریض کو کچھ وقت کی ضروری دوائیں دے کر رخصت کیا جائے اور جب دانت درد ختم یا قابل برداشت ہو جائے تو پھر مزاجی علاج سے دانتوں کی اصل بیماری یا بیماریوں کا مستقل اور مکمل علاج کیا جائے۔

دانت درد کے ہومیو پیتھک نسخے

شدید دانت درد پر ہومیو پیتھک ادویات سے بفضل اللہ تعالیٰ بہت جلد قابو پایا جا سکتا ہے اور جو مناسب حال دوا دانت درد کو فائدہ کرے وہ اس مرض کو بھی کم کرنے کا باعث ہوتی ہے جس مرض کے نتیجہ میں دانت درد لاحق ہوتی ہے۔

دانت درد کیلئے ہومیو پیتھی کے کئی مفرد اور

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے استقبال کی تیاریاں

(درود شریف کا ورد کرتے ہوئے)

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت کی دوسری صدی کے بابرکت ہونے کے لیے احباب جماعت کو کم سے کم ہر روز تینتیس بار درود شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

درود فارسی کا لفظ ہے جس کے معنے آنحضرت ﷺ کے لیے دعا کرنے اور آپ پر سلام بھیجنے کے ہیں۔ ''درود'' عربی لفظ ''صلٰوۃ'' کا ترجمہ ہے لیکن صلٰوۃ کا لفظ اپنے معنی اور مفہوم میں بہت وسعت رکھتا ہے۔ صلی یصلی کے معنے آگ جلانا، آگ میں داخل ہونا ہے۔ یَصْلَی النَّار الْکُبْریٰ۔ وہ بڑی تیز آگ میں داخل ہوگا۔ فکر و غم، دکھ درد اور محبت کی آگ میں جلنے کے لئے بھی یہ لفظ بطور استعارہ استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے جو دعا انتہائی درد اور محبت سے کی جائے گویا انسان آگ میں جل رہا ہے۔ اس کے لیے بھی صَلٰوۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''صَلی جلنے کو کہتے ہیں جیسے کباب کو بھونا جاتا ہے۔ اسی طرح نماز میں سوزش لازمی ہے۔ جب تک دل بریان نہ ہو نماز میں لذت اور سرور پیدا نہیں ہوتا اور اصل تو یہ ہے کہ نماز ہی اپنے سچے معنوں میں اس وقت ہوتی ہے''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 38)

صلٰوۃ کا لفظ دعا، نماز، درود، استغفار وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ صلّ کا لفظ ہر قسم کی خوبی، بزرگی، تعریف، تحسین، تعظیم، ترقی، بڑھانے اور نشو و نما دینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً صَلَّیْتُ عَلَیْہِ کے معنے ہیں میں نے اسے دعا دی، نشو و نما دی اور بڑھایا۔ ترقی دی۔ تعریف کی۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی تعریف کے لیے صلوۃ کا لفظ استعمال فرمایا جس سے ہر قسم کی حمد اور مجد (تعریف اور بزرگی) کا عطا ہونا مراد ہے۔ ایسی کامل تعریف جو زیادہ سے زیادہ کسی انسان کی کی جاسکتی ہے خواہ وہ کسی نوع کی ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و صفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ۔یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا'' (الاحزاب:۵۷) اے ایمان والوتم درود و سلام بھیجو نبی پر۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کیے یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیروں تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 96)

چونکہ خدا تعالیٰ انسانوں کی طرح اسباب اور ذرائع کا محتاج نہیں اس لئے جب کوئی فعل خدا کی طرف منسوب کیا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس کام کی جو آخری غرض ہوتی ہے وہ خدا پیدا کر دیتا ہے۔ انسان تو آتش عشق و ہجر میں جلا کرتے ہیں اور محبوب کے وصال کے لئے تڑپا بھی کرتے ہیں جو صلاۃ کا مفہوم ہے۔ لیکن خدا جب نبی پر صلاۃ بھیجتا ہے تو اس سے مراد آپ کی تعریف و تحسین کرنا، آپ پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کو مزید بڑھانا، آپ کی بعثت کے مقاصد کو پورا کرنا اور آپ کو مقام قرب میں مزید ترقی دینا مراد ہوتا ہے۔ اور فرشتے اس کام میں ذریعہ اور واسطہ بنتے ہیں اور مومن آپ کے لئے ہر فضل اور رحم اور برکت خدا سے مانگتے ہیں۔

درود پڑھنے کا خدا نے مومنوں کو جو ارشاد فرمایا ہے اس میں خود اپنے آپ کو اور فرشتوں کو بھی شامل فرمایا ہے۔ یہ کیسا بابرکت فعل ہے جس میں کمزور اور ناچیز انسان اس کام میں اپنے آپ کو شامل کر لیتا ہے جو خدا اور اس کے فرشتے کر رہے ہیں۔

درود شریف میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کی آل کو بھی دعا میں شریک کرتے ہیں آل اور اہل ایک دوسرے کی بدلی ہوئی شکلیں ہیں۔ آل محمد میں آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات، آپ کی بیٹی فاطمہ، داماد حضرت علیؓ۔ نواسے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی صالح اولاد کے علاوہ آپ کی روحانی اولاد (جو عقیدہ و عمل میں آپ کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں) خواہ وہ وفات پا چکے ہوں، زندہ ہوں یا بعد میں آنے والے ہوں سبھی شامل ہیں اور درود پڑھتے وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ان سب کو بھی نظر میں لانا چاہیے۔ اگر کسی نبی کی جسمانی اولاد صالح نہ رہے تو وہ بھی آل میں سے نہیں رہتی جیسے اللہ نے نوحؑ کے بیٹے کو آپ کے اہل سے یہ کہہ کر خارج کر دیا کہ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ (ھود: 47-46) اس کے بالمقابل ایسے لوگ بھی نبی کے اہل میں داخل ہو جاتے ہیں جن کا اگرچہ نبی کے ساتھ جسمانی رشتہ تو نہ ہو لیکن اس کے روحانی گھر میں وہ داخل ہوں جیسے آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمانؓ کے بارہ میں فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْت۔ اسی طرح حضرت زید بن حارثہؓ اور ان کے بیٹے حضرت اسامہ بن زید کو بھی آنحضرت اپنے اہل بیت میں شمار کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ خود اپنے آپ کو بھی آل محمد میں شامل سمجھا کرتے تھے۔ نیز اللہ کا حکم تو نبی پر درود بھیجنے کا ہے لیکن جو درود آنحضرت ﷺ نے ہمیں سکھایا اور نماز میں پڑھتے ہیں اس میں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے کمال شفقت سے آل محمد کو بھی اپنے وجود کے اندر داخل قرار دے کر اس دعا میں شامل فرمادیا ہے۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی صاحبؓ لکھتے ہیں:

''صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کے ارشاد میں صرف النبی کا لفظ لایا گیا۔ حالانکہ درود شریف میں آل کا لفظ پیش کیا گیا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ نے ''النبی'' کی تشریح لفظِ محمد اور آل محمد سے فرمائی ہے۔''

(تفسیر قدسی ۔ حصہ پنجم صفحہ141)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں۔ آپ نے جواب دیا جو درود آپ نماز میں پڑھتے ہیں وہی مجھے بھی پہنچتا ہے۔ جب اس نے یہ بات حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو بتائی تو آپ نے اس سے پنجابی میں پوچھا: نیک بختا اینوں کتے چھپوایا ای کہ نئیں۔ یعنی اے خوش قسمت انسان اتنی بڑی بات اور عجیب نکتہ حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے اسے کہیں شائع بھی کروایا ہے۔ پس درود شریف کی دعا جو دراصل آنحضرت ﷺ کے لئے خدا نے مقرر فرمائی تھی آنحضرت ﷺ نے آل محمد کے الفاظ کا اضافہ کمال شفقت سے فرما کر اپنے غلاموں کو بھی اپنی ذات کے اندر ہی شامل فرما لیا ہے۔ اور ہم درود کے ذریعہ اس خدا سے جو حمید ہے اور مجید ہے ہر تعریف اور بزرگی اور شان کا مالک اور معطی ہے اس سے ہم ہر قسم کی خیر و خوبی اور بزرگی وعظمت اپنے پیارے نبی اور آپ کی آل کے لئے خدا سے مانگتے ہیں بالخصوص وہ تمام روحانی و جسمانی کمالات جو ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو خدا نے دیئے تھے۔ خدا نے حضرت ابراہیم کی اولاد میں نبوت، امامت، بادشاہت، کتاب حکمت کی برکات رکھ دیں۔ آل ابراہیم میں اللہ کا مقرب ترین بندہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ موسیٰؑ جیسے صاحب شریعت نبی آئے اور بے شمار دیگر انبیاء کے علاوہ صدیق، شہید اور صالح پیدا ہوئے۔ سورہ فاتحہ میں بھی امت محمدیہ کو ان انعامات کے پانے کے لئے دعا سکھائی گئی اور درود شریف میں بھی ان انعامات کے حصول کی دعا سکھائی گئی ہے جو ابراہیم اور ان کی آل کو ملیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (وفات 148 ہجری بمطابق 765 عیسوی) جو مشہور بزرگ اور شیعوں کے چھٹے امام تھے ان کے بارہ میں لکھا ہے: ''حضرت ابوجعفر جب قرآن کریم کی اس آیت ''وَلَقَدْ آتَیْنَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ الْکِتَابَ وَ الْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ'' (الجاثیۃ:17) 'اور یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی' کی تشریح فرما رہے تھے تو آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم کو رسول۔ نبی، امام عطا کئے لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ لوگ اس بات کو تو مانتے ہیں جو خدا نے آل ابراہیم پر فضل فرمایا لیکن آل محمد میں ان انعامات کے ملنے کا انکار کرتے ہیں''۔

(الاصول من الکافی از ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق متوفّٰی 329-328ھجری۔ شائع کردہ دارالکتب اسلامیہ تہران صفحہ206)

یعنی درود میں جو برکتیں آل محمد کے لئے آل ابراہیم کی مثل مانگتے ہیں ان میں تو نبوت بھی تھی امامت بھی اور خلافت بھی (جس کی مثال امت محمدیہ میں دینے کا وعدہ بھی فرمایا ہوا ہے) ان کو کیوں نہیں مانتے۔ یہی بات سپین کے مشہور صوفی بزرگ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 638 ہجری) نے لکھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ روحانی مقام اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ آپ نے درود کی دعا کے ذریعہ اپنی آل کو نبیوں کے مقام تک بلند کر دیا ہے بلکہ ان کو حضرت ابراہیم پر اس حقیقت کی وجہ سے فضیلت عطا ہوئی کہ ان کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔''

پھر فرماتے ہیں:

''درود شریف پر غور کرنے سے ہم اس یقینی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ امت محمدیہ کے اندر ضرور ایسے افراد پیدا ہوں گے جو انشاء اللہ مقامِ نبوت پر فائز ہوں گے لیکن وہ بغیر نئی شریعت کے ہوں گے۔''

(فتوحات مکیہ ۔ جلد اول صفحہ545)

حضرت مولوی راجیکی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ درود شریف کی دعا قبول شدہ ہے۔ جس طرح ابراہیمؑ کے ایک بیٹے کی نسل (بنی اسرائیل) سے ایسے نبی آئے جو خاص قوم اور خاص وقت کے لیے تھے ایسے ہی ان اسرائیلی انبیاء کے نمونہ پر امت محمدیہ میں علماء اور مجددین آئے جو خاص علاقہ اور وقت کے لیے تھے اور جس طرح دوسرے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی نسل میں آنحضرت ﷺ آئے جو تمام دنیا کے لیے قیامت تک تھے اسی طرح آل محمد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے جو تمام دنیا کے لیے قیامت تک کے لیے تھے

(مفہوم حیات قدسی صفحہ13)

درود شریف سے خدا کے فضل اور برکتیں ملتی ہیں۔ اندھیرے دور ہو کر نور عطا ہوتا ہے۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ خدا کا اور اس کے رسول کا قرب عطا ہوتا ہے۔ درود مربی ہے۔ جب درد دل سے آنحضرت ﷺ اور آپ کے سب غلاموں کے لیے دعا کی جاتی ہے تو دلوں کی اصلاح ہوتی ہے اور مومن کی روحانی تربیت ہوتی ہے۔

اے حمید و مجید خدا کہ تو ہر خوبی اور طاقت اور بزرگی کا مالک ہے اور حمد و مجد کے لامحدود خزانوں کا مالک ہے جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تو ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ اور آپ کی آل کو ہر خوبی اور بزرگی عطا کر۔ جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر فضل فرمائے تھے وہی فضل ان پر بھی ہمیشہ کرتا رہ۔ ان کو ہر ان مقامات قرب میں ترقی دے۔ ان کے مقاصد پورے کر۔ ان پر ہر آن تیرے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برستی رہے اور آسمان سے نور نازل ہوتا رہے اور پھر ان فضلوں اور رحمتوں میں ایسی برکت دے کہ ہر آن بڑھتے رہیں۔ قائم و دائم رہیں اور کبھی ضائع نہ ہوں۔ خلافت کی نعمت جو تو نے آل ابراہیم کی طرح مسیح موعود کے غلاموں کو محض اپنے فضل سے عطا کی ہے وہ ہم میں ہمیشہ قائم رہے اور ہم اس نعمت کی اپنی زبان اور عمل سے قدر کرنے والے ہوں جس طرح تو نے مسیح موعود کو درود شریف کی دعا کی برکت سے دنیا میں بھیجا ہے اسی دعا کی برکت سے تو نے ہمیں خلافت کی نعمت عطا کی ہے جس طرح تو نے آل ابراہیم کو عطا کی تھی۔ ہم تیری اس نعمت کا تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ہمیشہ شکر اور قدر کرنے کی توفیق پانے کے لئے التجا کرتے ہیں۔

اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد و بارک وسلم انک حمید مجید ۔

حضرت مصلح موعودؓ کے
شمائل واخلاق اورنظام خلافت
ذاتی مشاہدات کی روشنی میں

(دوست محمد شاہد۔مورّخ احمدیت کے قلم سے)

سیدنا محمود المصلح الموعودؓ (1889ء-1965ء) دست قدرت کا عالمی شاہکار تھے،جن کی زندگی کے انوار وتجلّیات کانقشہ مصور خدانے آپ کی ولادت سے چار برس قبل الہامی الفاظ میں کھینچ دیا تھا۔حضور نے 1936ءمیں فرمایا :۔

''حضرت خلیفہ اوّل......کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔پس میں خلیفہ نہیں موعود خلیفہ ہوں۔میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا کی آواز ہے۔''(رپورٹ مشاورت 1936ء صفحہ 17)

پھردعویٰ مصلح موعودؓ کے معاًبعداعلان کیا:۔

''وہ لوگ جن کا میرے ساتھ محبت اوراخلاص کا تعلق ہے اورجن کواللہ تعالیٰ نے مختلف خدمات میں میراہاتھ بٹانے کی توفیق عطافرمائی ہے ان کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے جب مجھ کو پالیا تو وہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ سے جاملے۔پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک نیاباب کھول کراپنی عظیم الشان رحمتوں سے ہمیں نوازا ہے۔''(رپورٹ مشاورت 1944ء صفحہ6,5)

راقم الحروف 1935ء کے آخر میں اپنے والد حافظ محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ پہلی مرتبہ پنڈی بھٹیاں سے قادیان حاضر ہوا۔دیارِحبیب کی زیارت، قدّوسیوں کا اجتماع دیکھا اور 28/دسمبر کوحضرت مصلح موعودؓ کا روح پرور خطبہ عیدالفطر سننے کی بھی سعادت پائی۔حضور پُرنور نے یہ خطبہ عیدگاہ میں پڑھا اوراس میں ارشادفرمایا:۔

''میں چاہتا ہوں کہ میں آپ لوگوں کوعید کا یہ تحفہ پیش کروں کہ ہمارا خدا کامل محبت ہے۔کوئی محبت اس کے مقابل پرنہیں ٹھہرسکتی۔''

(الفضل 4جنوری 1936ء صفحہ 2)

یہ بھی محض اللہ جل ّشانہٗ کا احسانِ عظیم ہے کہ 1936ء(یعنی مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ) سے لے کر 1965ءتک کا زمانہ اس محبوبِ خدا اورخلیفہ موعود کا مبارک زمانہ پانے کی توفیق ملی بلکہ کم وبیش گیارہ سال (وسط1952ءتادسمبر1963ء) آپ جیسی برگزیدہ شخصیت کے مقدس قدموں میں بیٹھنے، فیضیاب ہونے اورقریب سے آپ کے خدا نما چہرہ کو دیکھنے کے بہت سے مواقع میسر آئے جونور ربّانی کا تجلی گاہ اور ے

ملک کو بھی جو بناتا تھا اپنا دیوانہ

خاکسار کے ذاتی مشاہدات اورتجربات کا خلاصہ یہ ہے کہ الٰہی نوشتوں کے مطابق سیدنا مصلح موعودؓ اخلاق وشمائل کے اعتبار سے حضرت مسیح موعودؑ کے حسن واحسان میں نظیر تھے۔(ازالہ اوھام)اورتاجدار خلافت کی رو سے''فضل عمر''(سبز اشتہار)۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل چندچشم دید وقائع واحوال سے عیاں ہوگا۔

اوّل۔

اپریل 1941ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی معرکہ آراءتقریر کی پہلی جلد دفترتحریک جدید نے شائع کی۔چند ماہ بعدموسمی تعطیلات کے دوران قادیان سے اپنے آبائی وطن پنڈی بھٹیاں میں آیا تواس کا ایک نسخہ تحفہ کے طورپر ساتھ لے گیا ۔ پرائمری سکول پنڈی بھٹیاں میں ہمارے ہیڈ ماسٹر ایک شریف النفس بزرگ غالبًا جناب قادر بخش صاحب تھے جو احراری پراپیگنڈا سے بہت متاثر تھے۔یہ کتاب میں نے انہیں بھی مطالعہ کے لئے پیش کی۔وہ اگلے ہی دن ہمارے گھر تشریف لائے اورکتاب واپس کردی۔میں نے حیرت زدہ ہوکر عرض کیا کہ اتنی جلدی آپ نے مطالعہ فرمالی؟ فرمانے لگے اب تک مجھے اس کے کچھ ابتدائی حصّہ کے پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے مگر میں نے محسوس کیا کہ اس میں ایسی کشش ہے کہ مجھے''مرزائی'' بنا کر چھوڑے گی۔اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ یہ''حادثہ'' رونما ہونے سے قبل میں کتاب ہی کوواپس کرآؤں۔ پھرکہا میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگرچہ آپ لوگ کافر ہیں مگرقرآن آپ لوگوں کے خلیفہ ہی کوآتا ہے۔اگرچہ الفاظ بعینہٖ یہ نہیں تھے مگرمفہوم قطعی طورپر یہی تھا۔

دوم۔

حضرت مصلح موعودنے آخری پارے کا درس جولائی 1944ء میں شروع فرمایا اور ابتدااس کی ڈلہوزی میں فرمائی۔مگرسورة الغاشیہ اورسورة الفجر کا درس مسجد مبارک میں ارشاد فرمایا جس میں عاجز کو بھی شرکت کی سعادت نصیب ہوئی اورجیسا کہ حضور نے تفسیر سورة الفجر کے تعارفی نوٹ میں بھی ذکرفرمایا ہے، حضور نے 17/جنوری1945ءکوعصر کی نماز کے آخر میں سجدہ سے سراٹھایا ہی تھا کہ سورة الفجر کا مشکل مضمون جس کے بارے میں آپ کئی دن سے مضطرب تھے اللہ تعالیٰ نے ایک آن میں آپ پرحل کردیا۔خود فرماتے ہیں:۔

''پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ سجدہ کے وقت خصوصاًنماز کے آخری سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے بعض آیات کومجھ پرحل کردیا مگراس دفعہ بہت ہی زبردست تفہیم تھی کیونکہ وہ ایک نہایت مشکل اور وسیع مضمون پرحاوی تھی۔چنانچہ میں نے عصر کی نماز کا سلام پھیرا تو بےتحاشہ میری زبان سے الحمدللہ کے الفاظ نکل گئے۔''

الفاظ جوتصرّف الٰہی سے جاری ہوئے جملہ سامعین کی طرح میں نے بھی سنے اورجب حضور کی زبان مبارک سے سورة فجر کی تفسیرسنی توروح وجد میں آگئی اوردل ودماغ معطر ہوگئے۔اس وجدانی کیفیت کا نشہ میں اب تک محسوس کرتا ہوں۔

سوم۔

دعوت الی اللہ کا بے پناہ جوش اور ولولہ آپ کو براہ راست اپنے مقدس باپ سے ورثہ میں ملا تھا اور کوئی انفرادی موقع بھی آپ ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔1947ءکےآغاز میں خاکسار جامعہ احمدیہ درجہ ثالثہ کا طالبعلم تھا۔حضرت مصلح موعودؓ نے ہماری کلاس کو قادیان کے ماحول میں واقع گاؤں گل منج میں بغرض تبلیغ وتربیت بھیجا اورانگریزی کے استاد حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی ہمارے نگران مقرر ہوئے۔وفد میں مکرم چوہدری سرداراحمد صاحب بزمی (حال مقیم لندن)، چوہدری عبدالمالک صاحب (مرحوم مربی انچارج انڈونیشیا)، مولانا عبداللطیف صاحب پریمی (مربی افریقہ)اور مولانا عبدالقدیر صاحب (مربی افریقہ حال کینیڈا) اورخاکسار شامل تھے ۔ ہم لوگ قادیان دارالامان سے قاعدہ یسرنا القرآن کی کئی کاپیاں ساتھ لے گئے ۔ہمیں ارشادتھا کہ کسی فرد پر بوجھ نہیں ڈالنا،خود ہی کھانا پکانا ہے۔یہ وقف عارضی حضور کی خصوصی توجہ کی بدولت بہت بابرکت ثابت ہوئی۔خود ہماری تربیت ہوئی۔کئی احمدی وغیراحمدی بچوں نے قاعدہ پڑھا اوربعض سعید روحیں بھی داخل احمدیت ہوئیں۔ یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ہم پانچوں کوسات برس تک مدرسہ احمدیہ میں صاحبزادہ مرزاخلیل احمد صاحب، صاحبزادہ مرزاوسیم احمد صاحب اورصاحبزادہ مرزاحفیظ احمد صاحب کے ہم مکتب رہنے کا شرف حاصل رہا۔اسی طرح مولانا محمد زُہدی صاحب فضلی مرحوم (مربی ملائیشیا) نے ہمارے ساتھ 1947ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا جس کے بعدوہ واپس اپنے وطن تشریف لے گئے۔

چہارم۔

1948ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر خاکسار بھی دوسرے واقف زندگی ساتھیوں سمیت فرقان بٹالین کے رضاکاروں میں شامل ہوا۔بربط میں دشمن کی گولہ باری کے نتیجہ میں میری دائیں آنکھ کا حسّاس پردہ پھٹ گیا۔یہ بیماری میڈیکل کی اصطلاح میں DETACHMENT OF RETINA کہلاتی ہے۔راولپنڈی کے C.M.H.نے علاج سے معذرت کی اورجواب دے دیا جس پر مجھے حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے میو ہسپتال میں داخل کرادیا گیا۔سرائے عالمگیر کیمپ میں میرے روابط جناب پیام شاہجہانپوری سے قائم ہوچکے تھے۔وہی دیکھ بھال کے لئے تشریف لاتے رہے۔ان دنوں ڈاکٹر رمضان علی صاحب(1900ء۔1988ء) جیسے خلیق وہمدرد خلائق ہسپتال میں امراض چشم کے معالج تھے۔حضرت مصلح موعودؓ سے بھی ان کی خط وکتابت تھی اوروہ حضور سے عقیدت بھی رکھتے تھے۔جب انہیں پتہ چلا کہ یہ فرقان بٹالین کا رضاکار ہے تو وہ بہت محبت سے پیش آئے۔مگرساتھ ہی واضح کیا کہ یہ بیماری عام طورپر یا تو مغرب کے سائنسدانوں کوہوتی ہے یا جنگوں کے دھماکوں سے لاحق ہوتی ہے۔ پاکستان ایک نیا ملک ہے، یہاں اس کے آپریشن کے مکمل آلات دستیاب نہیں۔خود میں نے اپنے ایک عزیز کا آپریشن کیا جوناکام رہا اوردوسری آنکھ بھی نکالنی پڑی۔ میں ربوہ سے روانگی سے قبل حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں درخواست دعا تحریر کرکے آیا تھا اس لئے میں خدا پر توکل کرکے داخل ہسپتال ہوگیا اورساتھ ہی محترم پیام صاحب نے میرے والد حافظ محمد عبداللہ صاحب کو بھی تاردے کربلوالیا۔مجھے مسلسل دوماہ تک میوہسپتال کے ایک بیڈ پرچت لیٹنا پڑا۔یہ میرے لئے اپنی زندگی کا پہلا نہایت کربناک تجربہ تھا مگرحضور کی دعاؤں کے طفیل ایک غیبی سکینت طاری رہی۔میرے بستر کے ساتھ ہی ایک کیمونسٹ دوست بھی داخل ہسپتال تھے۔ چونکہ میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی زبان مبارک سے ''اسلام کا اقتصادی نظام'' کا روح پرورخطاب سنا ہوا تھا اس لئے اس دوست سے لیٹے لیٹے مذاکرہ ساجاری رہا۔یہاں تک کہ خدا کے فضل سے ان پراسلامی نظام حیات کی برتری کا سکّہ بیٹھ گیا۔علاوہ ازیں میرے ذہن پربعض علمی ودینی افکار نے غلبہ پالیا اورمیری درخواست پر والد صاحب روزانہ انہیں لکھنے میں مصروف ہوگئے ۔ اسی ماحول میں ایک ماہ بعد ڈاکٹر صاحب مرحوم نے میرا آپریشن کیا۔کیونکہ یہ اپنی نوعیت کا دوسرا کیس تھا جوتشویش کا پہلو بھی رکھتا تھا اس لئے میڈیکل کالج کے بہت سے طلبہ کوبھی بلالیا گیا۔ آپریشن کے بعدمیری دونوں آنکھوں پرسبز پٹی باندھ دی گئی جوایک ماہ بعدکھولی گئی۔ یہ وقت میرے لئے قیامت سے کم نہیں تھا۔مگرحضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں کے طفیل آپریشن ہرلحاظ سے کامیاب رہا اور اب جبکہ اس نازک آپریشن پرنصف صدی سے زیادہ بیت گئی ہے اورکاروان عمراسّی کی منزل میں داخل ہوچکا ہے یہ تکلیف دوبارہ نہیں ہوئی۔

پنجم۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 16/نومبر 1956ءکے خطبہ جمعہ میں ارشادفرمایا کہ خداتعالیٰ نے مجھے یہ دعاالقاءفرمائی ہے کہ ہم قدم قدم پرخداتعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اوراس کی رضا کی جستجو کرتے ہیں اورساتھ ہی جناب الٰہی سے بتایا گیا کہ یہ دعا سورہ فاتحہ کا حصہ ہے۔جولوگ اپنی دعاؤں میں یہ فقرے پڑھیں گےان کی دعائیں زیادہ قبول ہوں گی۔

(الفضل 23/ نومبر1956ء صفحہ3)

اس خطبہ کے چند ہفتے بعدحضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے تحریک کشمیر کے قدیم ریکارڈ کی عکسی کاپیاں بنوانے کے لئے لاہور آنا پڑا۔ میں سیدھا برصغیر کے نامورادیب حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہوا۔انہوں نے فوری توجہ فرمائی اور عجائب گھر کے مشفق انچارج صاحب کے ذریعہ راتوں رات دستاویزات کے روٹوگراف بنوا دیئے ۔ میں حضرت شیخ صاحب کے مکان واقع رام گلی میں ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ابھی رات کی سیاہی ہرطرف چھائی ہوئی تھی اور

ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا کہ میں طلوع فجر سے بہت پہلے کراؤن بس کے اڈے تک پہنچ گیا۔ معلوم ہوا کہ ابھی پہلی سروس کے چلنے میں خاصی دیر ہے جس پر میں اپنے دو بیگ سنبھالے ہوئے ٹانگہ میں بیٹھ کر یونائٹڈ بس کے اڈے پر پہنچا۔ میں نے اسے کرایہ دیا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہوگیا اور ساتھ ہی یہ معلوم ہونے پر میرے اوسان خطا ہوگئے اور زمین پاؤں سے نکل گئی کہ وہ بیگ جس میں اصل کاغذات اور اس کے فوٹو کاپی رکھے تھے ٹانگہ میں ہی رہ گئے ہیں جس پر میں نے واپس کراؤن کے اڈا کی طرف سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ عین اس وقت جبکہ مجھ پر ایک قیامت ٹوٹ چکی تھی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میری توجہ کا رخ حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ القائی نسخہِ دعا کی طرف پھیر دیا۔ میں لاہور کی سڑکوں پر ایک اڈہ سے دوسرے اڈہ کی طرف بھاگتا چلا جارہا تھا مگر ساتھ ہی درد بھرے دل سے دعائیہ کلمات بھی پڑھتا جاتا تھا۔ سراسیمگی کے اس عالم میں دن چڑھ گیا مجھے یکا یک غیبی تحریک سی ہوئی کہ موچی دروازہ میں ٹانگوں کا وسیع اڈہ ہے، مجھے فی الفور وہاں جانا چاہیے۔ میں تیزی سے وہاں پہنچا۔ واقعی اس جگہ ٹانگے بکثرت موجود تھے اور آنے جانے والوں کا تو تانتا بندھا ہوا تھا۔ میں نے ہر ایک کوچوان سے یہی پوچھنا شروع کیا کہ میرا بیگ آپ کے ٹانگہ میں رہ گیا ہے؟ سبھی نے نفی میں جواب دیا اور اگرچہ بعض نے اظہار ہمدردی بھی کیا لیکن اکثر نے کھلا مذاق اڑایا کہ ہم تو ابھی گھر سے آرہے ہیں، ہم نے تو کوئی سواری بٹھائی ہی نہیں۔ ایک کو یہ پھبتی بھی سوجھی کہ یہ عجیب شخص ہے جو ہر ٹانگے میں بیٹھنے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ میں اس پریشان خیالی میں خاصی دیر تک سرگردان رہا کہ اچانک ایک ٹانگہ تیزی سے میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا مالک میرا بیگ تھامے ہوئے نیچے اتر رہا ہے اور ساتھ ہی مجھے مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ میں صبح سے تمہاری تلاش میں ہوں۔ میں نے لاہور کا کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ یہ لو اپنی امانت!! میں اس شخص کی دیانتداری پر حیران رہ گیا۔ حق یہ ہے کہ لاہور جیسے وسیع و عریض شہر میں کسی ٹانگہ بان سے گمشدہ متاع کا دوبارہ مل جانا یقیناً ایک معجزہ تھا جو حضور انور کی القائی دعا کی برکت سے رونما ہوا۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ششم۔

حضرت مسیح موعودؑ کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ عرصہ تک ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد کے منصب پر فائز رہے۔ ایک بار آپ نے حضرت مصلح موعودؓ سے اجازت حاصل کر کے مجھے ہدایت فرمائی کی دنیا پور (ضلع ملتان) میں جماعت کے خلاف اشتعال پھیلایا جارہا ہے جس کے ازالہ کے لئے فوراً بذریعہ چناب ایکسپریس ملتان پہنچو اور چوہدری عبدالرحمٰن صاحب امیر ملتان کو لے کر دنیا پور پہنچو۔ مجھے یہ تحریری ارشاد چناب ایکسپریس آنے کے صرف چند گھنٹے قبل ملا جبکہ میں مسجد مبارک سے متصل خلافت لائبریری کے ایک کمرہ میں تصنیفی کام میں مصروف تھا۔ میری رہائش ان دنوں محلہ دارالنصر شرقی کے آخر میں تھی۔ میں نے اپنے گھر والوں کو پیغام بھجوا دیا کہ میں دفتر سے بذریعہ ٹرین ملتان جارہا ہوں۔ ساتھ ہی اپنے مقدس آقا کے حضور سفر کی کامیابی کے لئے درخواست دعا لکھی۔ نیز عرض کیا کہ میری بیگم (سلیمہ اختر) سخت بیمار ہیں ازراہ شفقت و ذرّہ نوازی ان کو بھی خصوصی دعا میں یاد رکھا جائے۔ احسان ہوگا۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں مختصر سی عرضداشت بھجوانے کے بعد میں ملتان کے لئے روانہ ہوگیا۔ وہاں پہنچ کر اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ مجسٹریٹ صاحب سے جلسہ دنیا پور کے لئے تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔ جناب عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ ملتان (حال مقیم کینیڈا) مجھے ساتھ لے کر فاضل جج کی خدمت میں پہنچے اور درخواست پیش کی۔ انہوں نے فرمایا ضلع بھر میں جلسوں کی مکمل آزادی ہے۔ کسی جگہ بھی دفعہ 144 نافذ نہیں۔ میں نے عرض کیا بلاشبہ یہی حقیقت ہے۔ بایں ہمہ آپ کا احسان عظیم ہوگا اگر آپ ہماری عرضداشت کو شرف قبولیت بخشیں۔ یہ سنتے ہی انہوں نے اجازت نامہ دے دیا۔ دنیا پور میں کئی روز سے بدزبان مخالفین احمدیت لاؤڈ سپیکر پر گند اچھال رہے تھے اور ان کی مفتریات نے پورے قصبہ کی فضا کو مکدر کر دیا تھا۔ ان دنوں جماعت احمدیہ دنیا پور کے پریذیڈینٹ شیخ محمد اسلم صاحب (مرحوم) تھے جو بہت مستعد و مخلص اور فعّال بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنے مکان سے متّصل میدان میں جوابی جلسہ کے انعقاد کے لئے دریاں بچھا دیں اور لاؤڈ سپیکر نصب کرا دیا۔ ابھی جماعت کے جلسہ کی کارروائی کا تلاوت قرآن مجید سے آغاز ہی ہوا تھا کہ احراری علماء کا ہجوم امڈ آیا حتیٰ کہ اس نے پنڈال کو گھیر لیا۔ احرار دھاوا بولنے سے پہلے مقامی پولیس افسر سے ساز باز کر چکے تھے جس نے آتے ہی نہایت تند و تیز الفاظ میں پریذیڈنٹ صاحب کی جواب طلبی کی کہ سرکاری حکم کے بغیر کیوں جلسہ کیا جارہا ہے۔ محترم پریذیڈنٹ صاحب جواب دے سکتے تھے کہ احراریوں نے جلسہ کی منظوری کب لی ہے مگر انہوں نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے جھٹ اجازت نامہ پیش کر دیا جس کے بعد سب شر پسند اور تماشہ بین میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور جماعت احمدیہ کا جلسہ عام کئی گھنٹے تک نہایت کامیابی سے جاری رہا اور عدوّان محمد اور منکرین ختم نبوت کی ایسی قلعی کھلی کہ گویا دن چڑھ گیا۔ دو ایک روز بعد میں واپس مرکز احمدیت میں آگیا۔ گھر پہنچا تو یہ دیکھ کر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی روحانی توجہ اور دعا کے طفیل میرے اہل خانہ پوری طرح شفایاب ہیں۔

ہفتم۔

اوائل 1947ء کی بات ہے کہ خاکسار نے غیر مبائعین کی اشتعال انگیز تحریروں کو دیکھ کر ایک مضمون لکھنے کا فیصلہ کیا۔ میں ساری رات قادیان کی مرکزی لائبریری میں (جو ان دنوں مسجد مبارک کے نیچے ایک کمرہ میں تھی) اخبار ''پیغام صلح'' کا مطالعہ کر کے نوٹ لیتا رہا۔ میں نے ثابت کیا کہ اہل پیغام اگرچہ مسیح موعودؑ کی کشتی میں بیٹھے ہیں مگر حضرت مصلح موعودؓ کی مخالفت کر کے لیکھرام کا پرچم لہرا رہے ہیں اور ان کی زبان اور لب و لہجہ بھی وہی ہے جو اس شاتم رسول نے کلیات آریہ مسافر میں اختیار کیا تھا۔ یہ مضمون مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نائب مدیر فرقان نے مارچ 1947ء کے ایشوع میں شائع کر دیا جس کے بعد مجھے خوشخبری دی کہ حضرت امیر المومنین نے اسے بہت پسند فرمایا ہے۔ 1956ء کے فتنہ منافقین کے دوران اسے پھر ترجمہ و اضافہ کیا تو الفضل میں شائع کیا گیا۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد مبارک کی مجلس عرفان میں اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ اس بابرکت مجلس میں استاذی المحترم خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مدیر ''الفرقان'' بھی موجود تھے۔ آپ نے خاتمہ مجلس کے بعد یہ خوشخبری سنائی اور میرا دل باغ باغ کر دیا۔ آہ! میرے محسن بزرگ بہشتی مقبرہ ربوہ میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔:

محمود کے سپاہی احمد کے خاص پیارے
اب رہ گئے ہیں ایسے جیسے سحر کے تارے

الختصر حضرت مصلح موعودؓ کے احسانات بے شمار ہیں اور ان کا حقیقی شکریہ حد امکان سے باہر ہے۔ فداہ روحی و جنانی

ہشتم۔

وسط 1956ء میں انکار خلافت کا اندرونی فتنہ اٹھا تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس ناچیز خادم کو اس کا ریکارڈ رکھنے اور جلسہ سالانہ پر اس کا خلاصہ پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ سکندر آباد (دکن) سے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی مؤسس الحکم کا ایک مفصل مکتوب پہنچا کہ خلافت ثانیہ کے اوائل میں میاں عبدالوہاب صاحب عمر (متوفّٰی 27 جون 1979ء) نے مولوی محمد اسماعیل غزنوی سے گٹھ جوڑ کر کے حضور کے خلاف ایک ناپاک اور شرمناک سازش کی جس کی حیران کن تفصیل بھی انہوں نے قلمبند کی تھی۔ حضور نے چٹھی گہری توجہ سے سنی اور مجھے ارشاد فرمایا کہ انہیں فوراً لکھو کہ یہ بات اس زمانہ میں مجھے کیوں نہیں پہنچائی۔ حضرت عرفانی صاحب کا جواب ملا کہ یہ سازش مرزا گل محمد صاحب کی حویلی میں کی گئی اور خلیفہ صلاح الدین صاحب کے ذریعہ اس کا علم ہوا جس کے بعد میں نے اوّلین فرصت میں چشم دید شہادت حضور کی خدمت میں بھجوا دی تھی۔ مگر حضور نے انہیں معاف فرما کر سارا معاملہ داخل دفتر کر دیا اور پھر اپنے لوحِ قلب سے اصل واقعہ کو اس طرح صاف کر دیا کہ آج حضور کے مبارک حافظہ میں اس کا خفیف سا نقش بھی موجود نہیں۔ الفاظ میرے ہیں مگر مفہوم قریباً قریباً یہی تھا۔

یہ ایّام جماعتی تاریخ میں بہت نازک تھے۔ کیونکہ اس خوفناک فتنہ کی پشت پر ملک کی تمام دشمن احمدیت طاقتیں یکجان ہو کر آناً فاناً مجتمع ہو گئیں لیکن حضور نے بڑھاپے اور بیماری کے باوجود فرشتوں کی آسمانی افواج کے ذریعہ فولادی ہاتھوں میں جکڑ کر اس کی دھجیاں فضائے بسیط میں بکھیر کر رکھ دیں اور سیدنا امیر المومنین حضرت عمرؓ کا جلالی دور ایک بار پھر پلٹ آیا۔

آمد تھی ان کی یا کہ خدا کا نزول تھا
صدیوں کا کام تھوڑے سے عرصہ میں کر گئے

بعض حسین یادیں

1۔ 1946ء میں خاکسار نے جامعہ احمدیہ قادیان سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا جس کے بعد حضور نے وکیل التبشیر حضرت خانصاحب ذوالفقار علی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ اسے لنڈن مشن کے سیکرٹری کے طور پر بھجوانے کا انتظام کیا جائے۔ یہ معاملہ ابھی ابتدائی مرحلہ میں تھا کہ ہمارے پرنسپل حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے عرض کیا کہ اس طالبعلم کا رجحان علم کلام کی طرف ہے اس لئے ہندوستان کے لئے زیادہ موزوں ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حضور نے سلسلہ کے مفاد کو مقدم کرتے ہوئے اس مشورہ کو شرف قبولیت بخشا اور میری بجائے مولوی مقبول احمد صاحب معتبر لندن بھجوائے گئے۔

2۔ حضرت اقدس نے ہم طلبہ کو محاذ کشمیر پر بھجوانے سے قبل رتن باغ لاہور میں شرف باریابی بخشا جس میں علاوہ اور امور کے یہ بھی بتایا کہ میں نے انگریزی زبان اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ سے سیکھی ہے۔

3۔ قیام ربوہ کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب فرمایا جس کے دوران خدام سے پوچھا کہ اصل فرائض کے علاوہ کیا کسی نے کوئی اور کام بھی بسر اوقات کے لئے سیکھا ہے۔ جس پر میں کھڑا ہوا اور نہایت ادب سے عرض کی کہ حضور! خاکسار نے قادیان میں جلد سازی اپنے چچا میاں عبدالعظیم صاحب (درویش) سے سیکھی تھی۔ جو بوقت ضرورت اب بھی جاری رکھے ہوئے ہوں۔ حضور اس جواب سے خوب محظوظ ہوئے۔

4۔ افتتاح ربوہ (20 ستمبر 1948ء) کے کچھ عرصہ بعد خاکسار نے ازالہ اوہام کے ایک کشف کی روشنی میں حضور انور کی خدمت میں لکھا کہ ربوہ کے چوتھے مرکز کے ذریعہ ''تین کو چار کرنے'' کی نئی واقعاتی تعبیر سامنے آگئی ہے۔ حضور کی طرف سے مجھے

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

کارڈ پہنچا کہ تمہاری یہ توجیہ بھی درست ہے جس کے بعد خاکسار نے ''الرحمت'' لاہور میں ''مقام ابراہیم کی تجلّیات'' کے زیرعنوان دو قسطوں میں مضمون لکھا اور یہ توجیہ پہلی بار منظر عام پر آئی۔

5۔ حضرت مصلح موعودؓ کا مری سے ارشاد موصول ہوا کہ کشمیر کمیٹی کا قدیم ریکارڈ ایک ساتھی کو لے کر یہاں لے آؤ۔ نیز ہدایت فرمائی کہ یہ بیش قیمت چیز ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے دونوں میں سے ایک کو وقفہ وقفہ کے بعد جاگتا رہنا چاہیے۔ اس حکم کی تعمیل میں خاکسار اور مولانا منیر الدین احمد صاحب بی اے واقف زندگی (حال جرمنی) مری پہنچے اور ایک ماہ مقیم رہ کر اسے مرتّب بھی کیا اور اس کے خلاصے بھی تیار کئے جن سے اس دور کی تاریخ احمدیت مرتّب کرنے میں بھاری مدد ملی جسے بعض بزرگ کشمیری اکابر نے بھی خوب سراہا۔ بلکہ راولپنڈی کے مشہور کشمیری ترجمان ''انصاف'' کے مدیر جناب عبدالعزیز نے اپنے اخبار میں اس کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے زبردست آرٹیکل زیب قرطاس کیا۔ قیام مری کا ہی واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کو مولوی ظفر علی خان صاحب ''مدیر زمیندار'' کے علاج کے لئے بھجوایا جنہوں نے علاوہ ادویہ مہیا کرنے کے بعض دوسرے ذرائع سے بھی ان کی خدمت کی۔ موصوف ان دنوں فالج زدہ تھے اور مری کے پوسٹ آفس کے قریب عمارت کے کھلے احاطہ میں کرسی پر سر جھکائے ہوئے بیٹھے رہتے تھے۔

6۔ میرے دادا پوری عمر احمدیت کے شدید معاند رہے۔ ان کے غیظ و غضب کا یہ عالم تھا کہ وہ ہمارے گھر آ کر میرے والد صاحب کو بھی پیٹ جاتے تھے۔ میرے چھوٹے چچا میاں عبدالعظیم صاحب مرحوم کو انہوں نے 1929ء میں احمدیت کی پاداش میں برہنہ کر کے لہولہان کر دیا جس پر ہجرت کر کے پہلے سیّد والا پھر لاہور دہلی دروازہ میں قیام کیا اور پھر مستقل طور پر قادیان میں بودوباش اختیار کر لی۔

ہمارے خاندان میں احمدیت کی نعمت حضرت میاں محمد مراد صاحب حافظ آبادی جیسے اہل کشف و رؤیا بزرگ کے ذریعہ میسر آئی اور وہ بھی عجیب رنگ سے۔ بات یہ ہوئی کہ دادا صاحب نے حضرت میاں محمد مراد صاحب کو ان کی تبلیغی مساعی پر تین بار ظالمانہ طور پر زدوکوب کی جس پر آپ نے فرمایا تم نے تین دفعہ مجھے مارا ہے۔ انشاء اللہ تمہارے تین عقلمند بیٹے ضرور احمدی ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا جس پر دادا صاحب اور بھی مشتعل ہو گئے اور اپنی مخالفت میں روز بروز تیز سے تیز تر ہوتے گئے۔ اس دوران وہ قادیان بھی گئے مگر اپنے بیٹے کی بجائے سکھوں کے گھر کھانا کھایا۔

حضرت مصلح موعودؓ جن دنوں نخلہ (خوشاب) میں تفسیر صغیر تالیف فرما رہے تھے، خاکسار کو اچانک ربوہ سے خانقاہ ڈوگراں کے قریبی گاؤں کلسیاں جانا پڑا جہاں میرے ایک احمدی چچا اللہ بخش صاحب عرصہ سے مقیم تھے۔ اتفاق کی بات یہ ہوئی کہ ان دنوں میرے دادا صاحب بھی وہیں موجود تھے اور اگرچہ بڑھاپے نے ان کو بہت کمزور کر دیا تھا مگر ان کی احمدیت دشمنی بدستور عالم شباب پر تھی۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ میں تمہارے خلیفہ صاحب سے مل کر فریاد کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ میں واپسی پر سیدھا حضور ہی کی خدمت اقدس میں جا رہا ہوں۔ مجھے اپنا پیغام دے دیں، جاتے ہی پہنچا دوں گا۔ انہوں نے درد بھرے دل سے مجھے کہا کہ میرے چھ بیٹے ہیں جن میں سے تین بچوں کو جن میں ایک حافظ قرآن اور دوسرے دو بھی بہت عقلمند اور صاحب علم ہیں، تمہارے خلیفہ صاحب نے مجھ سے چھین لیا ہے اور باقی تین جو اَن پڑھ یا معذور تھے میرے حوالے کر دیئے ہیں۔ انہیں میری طرف سے درخواست کریں کہ انہیں تو گنتی ہی پوری کرنی ہے وہ تبادلہ کر لیں۔ میں قبر کے کنارے پر آ پہنچا ہوں۔ اس آخری وقت میں یہ تقسیم میرے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہے۔

میں ان سے ملاقات کے بعد ربوہ سے ہوتا ہوا سیدھا جابہ پہنچا۔ اس دن مکرم چوہدری احمد جان صاحب کی قیادت میں ضلع راولپنڈی کے مخلصین اپنے محبوب و مقدس آقا کی زیارت کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے انہی کو شرف ملاقات عطا ہوا جس کے بعد خاکسار کو دربار خلافت میں حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ تصرف الٰہی ملاحظہ ہو کہ حضور نے از خود میاں محمد مراد صاحب کے اخلاص و خدمات کا تذکرہ شروع فرما دیا جس پر میں نے عرض کیا کہ خاکسار اپنے دادا صاحب کا ایک خصوصی پیغام لے کر آیا ہے کہ آپ نے میرے حافظ قرآن اور پڑھے لکھے بیٹوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ میرے دوسرے اَن پڑھ یا معذور بچوں سے تبادلہ کر کے اپنی گنتی پوری کر لیں۔ اور جیسا کہ بعد میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری نے مجھے بتایا کہ اہل راولپنڈی کی ملاقات کے دوران حضور بالکل خاموش رہے اور صرف مصافحہ کیا مگر جونہی حضور نے میرے دادا کا پیغام سنا حضور بہت مسکرائے اور حضور کا روئے مبارک خوشی سے تمتما اٹھا اور پیار بھرے انداز میں فرمایا کہ اپنے دادا کو میرا پیغام بھی پہنچا دیں کہ مجھے بیٹوں کا یہ تبادلہ بخوشی منظور ہے۔ آپ اپنے غیر احمدی بیٹے میرے حوالے کر دیں اور آپ کے احمدی بیٹوں کو میری طرف سے اجازت ہے کہ وہ احمدیت کو ترک کر کے آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کا یہ پیغام لئے میں اگلے دن واپس دادا جان کے پاس پہنچا اور انہیں مبارک باد دی کہ ہمارے امام عالی مقام نے بچوں کا تبادلہ منظور کر لیا ہے۔ لیکن جب میں نے پیغام کی تفصیل بتائی تو وہ زار و قطار بچوں کی طرح رونے لگے اور کہا تمہارے خلیفہ صاحب کتنے چالاک ہیں!!! انہیں یقین ہے کہ میرے مرزائی بیٹے تو کبھی ''مرزائیت'' کو نہیں چھوڑیں گے اس لئے اب وہ میرے دوسرے تین بیٹوں پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہیں۔ ہم لوگ مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گئے۔ مگر دادا صاحب نے دوبارہ شور و فغاں شروع کر دیا۔

دادا جان تھوڑے عرصہ بعد اپنے دل میں ہزاروں حسرتیں لئے چل بسے۔ ایک بیٹے نے جو پنڈی بھٹیاں کی ایک برلب سڑک مسجد کا امام تھا خودکشی کر لی۔ دوسرا جو پاؤں سے معذور تھا لاولد اس جہان سے اٹھ گیا۔ اس کے مقابل تینوں احمدی بیٹوں نے لمبے عرصہ تک خدمت دین کی توفیق پائی اور عمر بھر مخالفتوں کے طوفانوں میں کوہ استقلال بنے رہے اور اب ان کی اولادیں پاکستان، انڈیا، ماریشس، کینیڈا اور جرمنی میں پھل پھول رہی ہیں جو محض خدا کا فضل اور اس کے خلیفہ موعود سیدنا محمود (رضی اللہ عنہ) کی مقبول دعاؤں کا کھلا اعجاز ہے۔

7۔ فسادات 1953ء کے بعد حضرت اقدس نے مودودی صاحب کے شرانگیز رسالہ ''قادیانی مسئلہ'' کا خود جواب لکھوایا اور پھر فرمایا کہ میاں بشیر احمد صاحب بھی اسے دیکھ لیں۔ چنانچہ عاجز مسودہ لے کر حضرت قمر الانبیاء کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے قلم سے اس کے اختتام پر ایک ضروری نوٹ کا اضافہ کیا جسے حضور نے بھی پسند فرمایا اور اشاعت کے لئے کراچی بھجوا دیا گیا۔ دراصل اس میں میرے لئے سبق تھا کہ کبھی اپنی تحریر کو حرف آخر نہ سمجھنا۔ اس مسودہ سے مجھے یہ فائدہ بھی ہوا کہ حضرت میاں صاحب سے مستقل رابطہ کا دروازہ کھل گیا اور یہی میری دلی آرزو تھی جس کے غیبی سامان خدائے عزّ وجل نے اپنے محبوب بندہ محمود مصلح موعودؓ کے مبارک ہاتھوں سے کر دیئے جس کے نتیجے میں یہ عاجز عمر بھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی ذرّہ نوازیوں کا مہبط بنا رہا۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں میری دلچسپی علم کلام سے تھی۔ میں تاریخ کے میدان میں بھی بالکل نو وارد تھا اور طفل مکتب بھی۔ آپ کی قیمتی رہنمائی عاجز کو تاریخ احمدیت کی تدوین کے ہر مرحلہ پر حاصل رہی اور آپ کے احسانات و تلطفات میری زندگی کا بہترین سرمایہ ہیں۔ نوّر اللہ مرقدہ۔

وہ عکس بن کے مری چشم تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے
(بسمل صابری)

اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد وعلیٰ خلفاء محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

جماعت احمدیہ جزائر فجی کے چالیسویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

(نعیم احمد اقبال۔ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ جزائر فجی)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 15، 16 دسمبر 2007 بروز ہفتہ و اتوار جماعتہائے احمدیہ جزائر فجی کا چالیسواں جلسہ سالانہ مسجد فضل عمر۔ صووا ہیڈکوارٹرز میں جماعتی روایات کے مطابق منعقد ہوا۔

15 دسمبر کو صبح اجتماعی نماز تہجد کے ساتھ دن کا آغاز ہوا۔ جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس سے قبل لوائے احمدیت اور فجی کا پرچم لہرانے کی تقریب ہوئی۔ مکرم مولانا نعیم احمد محمود صاحب چیمہ امیر و مبلغ انچارج فجی نے لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کروائی۔

اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد مکرم امیر صاحب فجی نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی روشنی میں جلسہ کی اہمیت و برکات کا تذکرہ فرمایا اور خطاب کے بعد افتتاحی دعا کروائی۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس میں ایک خصوصی نشست بعنوان " Unity of Mankind from different religious perspectives" کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں درجہ ذیل مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مذہب کی تعلیم بیان کی۔

1-Archbishop Petero Mataca - Head of Catholic Church Fiji.
2- Rev.Isireli Ledua - Methodist Church
3-PunditBhuwanDutt-Aryasamaj
4- Mr. Dewan Chand Maharaj _ SanatanDharamSabha
5- Bhai ji Lakhvindar Singh - Sikh Organisation
6- Mr.Kamlesh Tappoo - Sai organisation
7- Mr. Iqbal Khan -General Secretary AMJ Fiji

اس اجلاس کی صدارت وزیر تعلیم جناب عزت مآب نیتانی سوکانائی والو Hon.Netani Sukanaivalu نے کی۔ آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں جماعت احمدیہ کی مختلف مذاہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوششوں کو سراہا اور جماعت کی ان کوششوں پر مبارکباد پیش کی۔

ملکی اخبارات اور نیشنل TV-1 نے جلسہ سالانہ کے اس اجلاس کو اچھی کوریج دی اور اسے سراہا۔ اس اہم اجلاس میں احمدی احباب و خواتین کے علاوہ سو سے زائد غیر از جماعت معزز مہمانوں نے شرکت کی۔ ان مہمانوں میں فرانس اور انڈیا کے سفیر بھی شامل تھے۔

اجلاس کے اختتام پر تمام مہمانوں نے نمائش سے بھی استفادہ کیا اس کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

مندرجہ بالا اجلاسات کے بعد لجنہ اماء اللہ اور فجیئن نومبائعین کا علیحدہ اجلاس بھی منعقد ہوا۔

امسال جلسہ سالانہ فجی میں جماعت کے مبلغین کرام اور دوسرے احباب نے درج ذیل عناوین پر تقاریر کیں۔ ''توحید باری تعالیٰ'' ''اخلاقی برائیاں اور ان سے بچنے کے بارے میں اسلامی تعلیمات'' ''استحکامِ خلافت'' ''ترقی اسلام دورِ اوّل و ثانی'' ''زکوۃ اور مالی قربانی کی اہمیت'' ''صدسالہ تقریبات اور ہماری ذمّہ داریاں'' ''مطالعہ کتب سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت''

اختتامی اجلاس میں مکرم امیر صاحب فجی نے زندہ خدا کے تصوّر اور اسکے ہماری زندگیوں پر اثرات کے حوالے سے احباب جماعت کو نصائح فرمائیں۔ اور اختتامی دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے غیر از جماعت مہمانوں کو حق کی پہچان عطا فرمائے۔ اور احباب جماعت کو علمی و روحانی ترقیات سے نوازے اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے جو بابرکت دعائیں فرمائی ہیں ان کا وارث بنائے۔

آمین ثمّ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحبؓ

ماہنامہ ''خالد'' ربوہ نومبر 2006ء میں حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحبؓ کی سیرۃ پر مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کو 1902ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی توفیق ملی۔ آپ موضع آڑہ ضلع مونگھیر صوبہ بنگال (بھارت) کے رہنے والے تھے لیکن اپنی ملازمت کے سلسلہ میں راولپنڈی میں مقیم تھے اور یہیں سے بیعت کی توفیق پائی تھی۔ پہلی بار آپ نے حضرت اقدسؑ کا لیکھرام کے متعلق مباہلہ کا اشتہار پڑھا۔ جب لیکھرام قتل ہوگیا تو آپ کے دل نے گواہی دی کہ حضور علیہ السلام سچے مہدی ہیں چنانچہ اخبار و کتب قادیان سے منگوانے لگے اور دوسروں کو بھی سنانے لگے۔ بعض کمزوریوں کی وجہ سے بیعت سے ہچکچاتے تھے، آخر ایک احمدی سے ملاقات ہوئی جس نے کہا آپ بیعت کر لیں انشاء اللہ کمزوریاں دور ہوجائیں گی اسی لئے تو حضرت آئے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے بیٹے حضرت عبدالعزیز صاحب (جو اُس وقت پرائمری سکول کے طالبعلم تھے) کے ہمراہ قادیان تشریف لے گئے اور بیعت کرلی۔

قبول احمدیت کے بعد آپ سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے اور جماعتی ضروریات کو اپنی سعی کے مطابق پورا کرتے۔ اخبار البدر کی توسیع اور کالج فنڈ کے لئے دو سال تک ماہوار ایک آنہ دینے کے اعلانات اخبار میں شائع ہوتے رہے۔

جب آپ اسسٹنٹ سرجن کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے تو راولپنڈی سے قادیان چلے آئے۔ وہاں آپ شفاخانہ دارالعلوم کے انچارج مقرر ہوئے اور وفات تک یہ خدمت بجالاتے رہے۔

18/نومبر 1910ء کو بعد از نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کی پیشانی پر شدید چوٹیں آئیں، حضور کی بیماری میں دیگر ڈاکٹران کے علاوہ حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحبؓ کو بھی عظیم خدمت کی توفیق ملی۔ جس کا ذکر متواتر اخبار بدر میں کیا جاتا رہا۔ آپؓ کی طرف سے حضورؓ کی صحت کی رپورٹ بھی شائع ہوئی اور حضورؓ کی طرف سے ایک بار یہ اظہار بھی شائع ہوا کہ ''ان ایام میں ہمارے ڈاکٹروں نے میری بڑی خدمت کی۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب رات کو بھی دباتے رہتے۔ انھوں نے بہت ہی خدمت کی میرا رونگٹا رونگٹا ان کا احسان مند ہے......''

حضرت ڈاکٹر صاحبؓ نے جون 1909ء میں وصیت کرلی اور تیسرا حصہ جائیداد کا پیش کر دیا۔ آپؓ کی وفات 9/فروری 1916ء کو بعارضہ نمونیا و فالج ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

قیام خلافت ثانیہ کے وقت آپؓ خلافت کے حق میں نمایاں طور پر کھڑے ہوئے۔ اگرچہ مولوی محمد علی صاحب سے آپ کی رشتہ داری تھی اور گہرے تعلقات تھے لیکن آپؓ اُن سے بالکل الگ ہوگئے۔ آپؓ ایک صالح، غریب پرور، صاف گو اور نماز باجماعت کے نہایت پابند شخص تھے۔

آپؓ کی اہلیہ کا نام محترمہ فاطمہ سکینہ صاحبہ تھا جو یکم ستمبر 1915ء کو بعمر 30 سال قادیان میں فوت ہوئیں اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ آپؓ کی اولاد میں سے حضرت ملک عبدالعزیز صاحبؓ کے علاوہ حضرت بشیر احمد ملک صاحبؓ بھی صحابہ میں سے تھے۔ ایک محترم ڈاکٹر ملک محمد اسماعیل صاحب آف پٹنہ صوبہ بہار (بھارت) تھے جنہوں نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی اور 1923ء میں ہندو یونیورسٹی بنارس سے B.Sc میں اوّل آکر گورنمنٹ سکالرشپ پر مزید تعلیم کیلئے رائل ویٹرنری کالج انگلستان میں داخلہ لیا۔ حضرت عبدالرحیم صاحب نیّر مبلغ انگلستان نے کئی تبلیغی رپورٹوں میں ان کا ذکر بھی کیا ہے۔ انگلستان سے واپسی پر آپ انڈیا میں سرکاری ملازمت پر چلے گئے اور ایک لمبے عرصہ تک صوبہ بہار اور اڑیسہ کے Director Animal Husbandry رہے اور اسی پوسٹ سے ریٹائر ہوئے۔ 18 جون 1972ء کو پٹنہ میں وفات پائی۔

حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحبؓ کی ساری اولاد کی تفصیل محفوظ نہیں ہے تاہم اخبار بدر کے مطابق ایک بیٹی محترمہ جنت بی بی صاحبہ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے مکرم خلیل الرحمٰن ابن منشی عبدالرزاق صاحب بنارس چھاؤنی کے ساتھ پڑھا تھا۔

.......❁.......❁.......❁.......

محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20/اکتوبر 2006ء میں مکرمہ ش متین سجاد صاحبہ اپنی ممانی محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم مولانا نذیر احمد مبشر صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ ہماری ممانی جان حضرت بھائی محمود احمد صاحب کی پہلوٹھی اولاد تھیں۔ آپ 1914ء میں پیدا ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے آپ کا نام رکھا۔ سب بہن بھائیوں میں بڑا ہونے کی وجہ سے ان کو ہر کوئی آپا جان کے نام سے پکارتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ آپ کا نہایت ادب کا رشتہ تھا وہ بھی آپ کو آپا جان کہا کرتے تھے۔ خاندان حضرت مسیح موعود کے ساتھ بھی خاص تعلق تھا۔ آپ کی تربیت چونکہ خاص دینی ماحول میں ہوئی تھی اس لئے علم و فضل میں بھی نمایاں تھیں۔

والدین کے گھر نہایت خوشحالی دیکھی۔ اللہ تعالیٰ نے ذہن خوب عطا کیا تھا چنانچہ باقاعدہ سکول نہ جاسکنے کے باوجود پہلے گھر میں اور پھر قادیان کے دینیات سکول میں تعلیم حاصل کی اور پھر پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان امتیازی نمبروں میں پاس کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یونیورسٹی میں دوئم رہیں۔ عربی زبان کی خوب سمجھ تھی۔ نہ صرف دینی علم بلکہ ادب سے بھی لگاؤ تھا۔ نعت اور اردو میں نظمیں بھی کہیں۔ مطالعہ کی عادت تھی۔ حضرت مسیح موعود کی کتب اور جماعت کے رسائل و جرائد کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتیں۔ جماعتی اجلاسات میں شامل ہونا آپ کا معمول تھا۔ خدمت خلق میں پیش پیش تھیں۔ ہمسایوں کا خیال اور خبرگیری اپنا فرض سمجھتیں۔

جب آپ کا نکاح ہوا تو ماموں (حضرت مولانا نذیر احمد مبشر صاحب) وقف کر کے مغربی افریقہ چلے گئے۔ ان دنوں جماعت کی مالی حالت بہت کمزور تھی۔ وہ تقریباً 18 برس بعد وطن لوٹے اس حال میں کہ جوانی کا زمانہ گزر گیا تھا۔ پھر تقریباً ایک برس بعد شادی ہوئی۔ شادی کے بعد بڑا بیٹا پیدا ہوا۔ تقریباً ڈیڑھ برس کا قلیل عرصہ ہی ساتھ رہے تھے کہ ماموں کو دوبارہ افریقہ بھجوا دیا گیا۔ اُن کی عدم موجودگی میں بچی پیدا ہوئی جو چند ماہ بعد وفات پا گئی۔ ممانی جان نے نہایت صبر سے اس صدمے کو برداشت کیا پھر ایک لمبے عرصہ کے بعد ماموں دوبارہ تشریف لائے تو خدا نے آپ کو ایک اور بیٹے سے نوازا۔ دونوں بیٹے بفضل خدا دونوں ہی قابل ڈاکٹر ہیں۔

آپکی سیرت کا نمایاں پہلو عبادت اور خدا تعالیٰ سے خاص تعلق تھا۔ آپ مستجاب الدعوات تھیں۔ آپ زاہدہ اور عابدہ خاتون تھیں۔ صاحب الہام اور صاحب کشف تھیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند تو تہجد گزار تھیں۔ قرآن پاک کی باقاعدگی سے تلاوت کرنا اور اس پر غور و فکر کرنا ان کا روز کا معمول تھا۔ آپ میں اتنا سلیقہ تھا ہر قسم کی مٹھائی خود گھر میں بنانے کی مہارت تھی۔ بہت لذیذ کھانا بناتیں۔ قرینہ بھی کمال کا تھا۔ اتنی تھوڑی سی تنخواہ میں بھی بچت کر لیتی تھیں۔ کفایت شعاری اور حکمت عملی نے ان کا گھر جنت بنائے رکھا۔

گھانا میں چند سال رہیں تو وہاں کے سینکڑوں افریقی بچوں، بچیوں اور خواتین کو قرآن کریم پڑھایا اور علم کی طرف ان کو راغب کیا۔ اس کے علاوہ سینکڑوں خواتین کو سلائی کا ہنر سکھایا ان کی وجہ سے بہت سی خواتین کو روزی ملی۔ افریقہ کے لوگوں سے تعلق پیدا کرنے کے لئے انگریزی سیکھی۔ خود معمولی تنخواہ میں بھی نہایت صبر سے گزارہ کیا۔ کبھی ناشکری کے الفاظ ان کے منہ پر نہ آئے۔ 19 جولائی 2006ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

.......❁.......❁.......❁.......

اعزاز

☆ مکرم محمود اسلم قمر صاحب ابن مکرم قریشی محمد اسلم صاحب آف ربوہ نے مکینیکل ٹیکنالوجی کے فائنل امتحان میں یونیورسٹی آف انجینئرنگ و ٹیکنالوجی میں دوم پوزیشن حاصل کی ہے۔ نیز چار مضامین میں 85 فیصد سے زائد نمبر لینے پر Distinction بھی حاصل کی ہے۔

☆ مکرم ملک طاہر احمد صاحب ابن مکرم ملک وسیم احمد خلیل صاحب آف لاہور نے چٹ یونیورسٹی Wichits State (امریکہ) سے الیکٹریکل انجینئرنگ کا امتحان پاس کیا ہے۔ وہ فائنل امتحان میں Remote Monitoring Plan of Unmanned Oil Wells کے پروجیکٹ میں State Kansas کی تمام یونیورسٹیوں کے مقابلہ میں اول قرار پائے اور مبلغ دس ہزار ڈالر انعام بھی حاصل کیا۔ اس پروجیکٹ کی بدولت امید کی جاتی ہے کہ تیل کے کنوئیں میں کم مزدوری اور پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

☆ مکرم محمد ارشد رانا صاحب آف کراچی کی ایک بیٹی مکرمہ ندرت بشریٰ صاحبہ نے ایم ایس سی (Math) 2006ء کے فائنل امتحان میں جناح یونیورسٹی فار ویمن میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور مولوی ریاض الدین احمد میموریل شیلڈ اور مولوی ریاض الدین احمد گولڈ میڈل حاصل کیا۔ جبکہ دوسری بیٹی مکرمہ راحت بشریٰ صاحبہ نے ایم ایس سی (Math) 2006ء کے فائنل امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ گزشتہ سال سیشن 2005ء میں بھی دونوں نے اسی طرح پہلی اور دوسری پوزیشن حاصل کی تھی۔

☆ مکرم اسد نوید صاحب (وقف نو) ابن مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب آف سیرالیون نے A-Level کے امتحان میں سیرالیون میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19/ستمبر 2006ء میں شامل اشاعت مکرم آفتاب احمد بسمل صاحب کی نظم ''چشمۂ ہدیٰ'' سے انتخاب پیش ہے:

قرآں کلام حضرت عالی جناب ہے
جس میں نہیں کوئی بھی شک وہ کتاب ہے
ہے طالبانِ حق کے لئے چشمۂ ہدیٰ
یہ منبعِ فیوض ہے اُمّ الکتاب ہے
انسان کی فلاح کا منشور ہے یہی
جنت کی یہ کلید ہے رحمت کا باب ہے
اس کے بغیر امیدِ رضائے خدائے پاک
یکسر خیالِ خام سراسر سراب ہے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2/ستمبر 2006ء میں شامل اشاعت مکرم خواجہ عابد نظامی صاحب کی ایک نظم ''وہ احد ہے'' سے انتخاب پیش ہے:

کس نے کُن کہہ کر کئے پیدا زمین و آسماں؟
ذرّے ذرّے سے ہے کس کی عظمت و قدرت عیاں؟
حمد میں کس کی طیور خوش نوا ہیں نغمہ خواں؟
کون ہے بے شرکت غیر اس جہاں کا حکمراں؟

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَد

ابر رحمت کون لاتا ہے ہوا کے دوش پر؟
کس کے فیضانِ کرم سے ڈالیوں پر ہیں ثمر؟
پردۂ ظلمت سے پیدا کون کرتا ہے سحر؟
کس کے ہیں یہ کوہ و صحرا کس کے ہیں یہ بحر و بر؟

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَد

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

22nd February 2008 – 28th February 2008

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 22nd February 2008

00:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat, & MTA News
01:05 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking Guests. Recorded on 22nd July 1997.
02:20 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Mauritius.
03:05 Seerat-un-Nabi (saw)
03:55 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 11th November 1997.
05:00 Moshaairah: an evening of poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 14th April 2007.
08:15 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 80.
08:50 Siraiki Service: a discussion in Siraiki on the life and character of the Holy Prophet (saw).
09:40 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no. 1, recorded on 9th February 1994.
10:25 Indonesian Service
11:30 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
14:30 Dars-e-Hadith
14:40 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:35 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:10 Friday Sermon [R]
17:20 Spotlight: an interview with Dr Ihsanul Haque, hosted by Ahmad Mubarak.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 Food for thought: a talk hosted by Dr Mohyuddin Mirza on various religious issues.
22:50 Urdu Mulaqa'at: Session no. 1 [R]

Saturday 23rd February 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:45 Le Francais C'est Facile: lesson no. 80
01:10 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 23rd July 1997.
02:20 Spotlight: an interview with Dr Ihsanul Haque, hosted by Ahmad Mubarak.
03:25 Friday Sermon: recorded on 22nd February 2008.
04:45 Food for thought: a talk hosted by Dr Mohyuddin Mirza on various religious issues.
04:55 Urdu Mulaqa'at: Session no. 1
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) with Huzoor. Recorded on 15th April 2007.
07:35 Mosha'airah: an evening of poetry
08:35 Friday Sermon: rec. 22/02/08 [R]
09:35 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood
10:00 Indonesian Service
11:10 Discussion: a discussion programme on the topic of Khilafat, hosted by Mohammad Amin Jowahir.
11:35 Australian Wildlife
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
15:45 Moshaairah: an evening of poetry relating to the Khilafat Jubilee.
16:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 13/04/1984.
17:45 Seerat Sahabah Hadhrat Masih Maood
18:05 Australian Wild Life [R]
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
21:40 Australian Wildlife [R]
22:00 Mosha'airah: an evening of poetry [R]
22:55 Friday Sermon: rec. 22/02/08 [R]

Sunday 24th February 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 31st July 1997.
02:35 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood
03:15 Friday Sermon: rec. 22/02/08
04:15 Moshaairah: an evening of poetry relating to the Khilafat Jubilee.
05:25 Australian Wildlife
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 21st April 2007.
08:20 Attributes of Allah: programme discussing the attribute "Al Aziz", the Mighty.
09:00 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Scandinavia.
09:40 MTA Travel: A visit to the Netherlands.
10:00 Indonesian Service
11:10 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 20th April 2007.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:50 Bengali Reply to Allegations: discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
13:50 Friday Sermon: Rec. 22nd February 2008.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:10 Learning Arabic: lesson no. 12 [R]
16:40 Huzoor's Tours: Scandinavia [R]
17:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th February 1998.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News Review
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:10 Attributes of Allah [R]
22:45 Huzoor's Tours [R]
23:40 Seerat-un-Nabi (saw)

Monday 25th February 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 3rd September 1997.
02:25 Attributes of Allah
03:00 Friday Sermon: rec. 22nd February 2008.
04:10 Learning Arabic: lesson no. 12
04:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th February 1998.
05:25 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class held with Huzoor. Recorded on 22nd April 2007.
08:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 89
08:35 Medical Matters: health programme on the topic ofdental care and maintaining healthy teeth.
09:10 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 6th July 1998.
10:15 Indonesian Service
11:15 Quran Seminar: a seminar on the topic of the Holy Qur'an.
12:05 Tilaawat & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
13:50 Friday Sermon: recorded on 05/01/2007
14:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
16:00 Spotlight: speech delivered by Sultan Ahmad Zafar on the topic of the institution of Khilafat in the Ahmadiyya Community.
16:35 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:00 Medical Matters
18:35 Arabic Service
19:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th September 1997.
20:55 MTA International Jama'at News
21:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
22:45 Friday Sermon [R]
23:40 Spotlight [R]

Tuesday 26th February 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:25 Le Francais C'est Facile: lesson no. 89
01:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th September 1997.
02:50 Friday Sermon: rec. 5th January 2007.
03:35 Rencontre Avec Les Francophones
04:40 Medical Matters: Dental Health.
05:10 Quran Seminar
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:10 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor recorded on 28th April 2007.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd February 1998.
09:30 Al Wassiyat: an English discussion programme on the topic of the institution of Wassiyat.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars & MTA News
13:00 Bangla Schomprochar
14:00 Jalsa Salana UK 2004: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 31/07/04.
15:20 Al Wassiyat [R]
16:10 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
17:30 Question and Answer session [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Al Wassiyat [R]
21:55 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
23:00 Jalsa Salana Canada 2004 [R]

Wednesday 27th February 2008

00:05 Tilaawat, Dars & MTA News
01:10 Learning Arabic: lesson no. 13
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th October 1997.
02:35 Al Wassiyat
03:35 Question and Answer Session
04:45 Jalsa Salana UK 2004.
06:00 Tilaawat, Dars-e-hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor recorded on 29th April 2007.
08:10 Seerat Hadhrat Masih Maood
08:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st March 1998.
09:55 Indonesian Service
10:50 Swahili Service
12:00 Tilaawat & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
14:00 From the Archives: Friday sermon recorded on 24th Janaury 1986.
15:00 Jalsa Salana UK: speech delivered by Muzaffar Clark about the qualities of the Holy Prophet (saw) as a reformer, recorded on 11th August 1989.
15:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:30 Seerath Hadhrat Masih Maood [R]
17:00 Australian documentary: a visit to Fraser Island.
17:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 325, recorded on 8th October 1997.
18:30 Arabic Service
19:35 Question and Answer Session [R]
20:50 MTA International Jamaat News
21:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:20 Jalsa Salana UK 1989 Speech [R]
22:55 From the Archives [R]

Thursday 28th February 2008

00:05 Tilaawat, Documentary & MTA News Review
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 325, recorded on 8th October 1997.
02:25 A New Dawn: A documentary on the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
02:45 Hamaari Kaaenaat
03:15 Australian Documentary
03:45 From the Archives
05:35 Jalsa Salana UK 1989 Speech
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class with Huzoor, recorded on 6th May 2007.
08:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session no. 16, recorded on 14th May 1994.
09:35 Pushto Service: selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw), presented by Irshad Ahmad Khan.
09:50 Indonesian Service
10:55 Friday Sermon: recorded on 27th May 2005.
12:00 Tilaawat & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar: Friday Sermon delivered on 22nd February 2008.
14:00 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 212, recorded on 12th November 1997.
15:10 English Mulaqa'at [R]
16:20 Friday Sermon: delivered on 27/05/05. [R]
17:20 Mosha'airah: an evening of poetry with Rasheed Qaisrani.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
21:00 MTA Interntional News Review
21:35 Tarjamatul Qur'an Class: Class no. 212, recorded on 11th November 1997.
22:45 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 15 | Friday 15 February, 2008 | Issue No. 07

حاصل مطالعہ

ڈاکٹر طارق احمد مرزا(آسٹریلیا)

حکایات اسلاف دیوبند

قارئین الفضل انٹرنیشنل کی دلچسپی کے لئے کتاب ''حکایات اسلافِ دیوبند''مکمل۔ (مرتب مولانا اعجازاحمد خان سنگھانوی۔ ترتیبِ نو:ڈاکٹر نواز دیوبندی ایم۔اے، پی۔ایچ ڈی۔مطبوعہ:نواز پبلیکیشنز دیوبندضلع سہارنپور یوپی انڈیا247554) سے کچھ اقتباسات ہمارے عناوین کے ساتھ پیش خدمت ہیں:

شیطان اورآنحضور ﷺ کارعب

''حضرت مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت شیخ الہند مولانا محمودالحسن صاحبؒ سے سوال کیا کہ حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ جس گلی سے حضرت عمرؓ گزرتے ہیں شیطان وہاں سے نہیں گزرتا لیکن یہ بات خود آنحضرت ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے بارے میں مروی نہیں ہے کہ شیطان ان کے راستے سے نہیں گزرتا،تو سوال یہ ہے کہ شیطان حضرت عمرؓ ہی سے کیوں ڈرتا تھا؟ جبکہ یقیناً آنحضرت ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ ان سے افضل تھے ان سے توبطریق اولیٰ ڈرنا چاہیے تھا؟''

حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ(نے)......تحقیقی جواب دیا کہ:۔

''درحقیقت کسی شخص کا افضل ہونا اور چیز ہے اور دلوں پر اس کا رعب ہونا دوسری بات ہے۔ضروری نہیں کہ جو شخص سب سے زیادہ افضل ہو اس کا رعب بھی دوسرے ہرفرد سے زیادہ ہو''۔

(حکایات اسلاف دیوبند صفحہ 173 بحوالہ اشاعتِ خصوصی ماہنامہ البلاغ صفحہ 245)

مدرسہ دیوبند کا قیام الہامِ خداوندی کے تحت (منکرینِ الہام کے لیے لمحۂ فکریہ)

''الغرض مدرسہ دیوبند کا قیام ہنگامی حالات اور مشورے سے نہیں ہوا بلکہ اکابر کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں،سجدے کئے جارہے تھے۔راتوں کو دعائیں مانگی جارہی تھیں۔حق تعالیٰ نے قبول فرمایا۔معلوم ہوا کہ الہام غیبی سے مدرسہ قائم ہوا ہے۔''

(حکایات اسلاف دیوبند صفحہ 35 بحوالہ خدام الدین 3اگست1962ء)

''غرض تمام اولیاء اللہ کا اجتماع ہوا کہ ایک ادارہ قائم ہوتو یہ ایک رسمی صورت نہ تھی بلکہ باطنی اور غیبی صورت تھی۔الہامی اور کشفی صورت تھی۔چنانچہ الہامِ خداوندی کے تحت مدرسہ (دارالعلوم دیوبند) کا قیام عمل میں آیا''۔(ازافادات قاری محمد طیب صاحب)

چندہ خور

''ایک مرتبہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مولانا ظفرعلی خان صاحب مرحوم کی صدارت میں تقریر فرمارہے تھے۔اخبار'' زمیندار'' کی ضبطی پر چندہ کی فراہمی کا ذکر آگیا۔اسی دوران میں ایک شخص نے دور سے کہا:۔''یہ چندہ کھاجاتے ہیں''۔اس پر شاہ جیؒ نے فرمایا:۔''بھائی چندہ ہی کھاتے ہیں سؤر تو نہیں کھاتے۔''

(حکایات اسلاف دیوبند صفحہ 321 بحوالہ شاہ جی کے علمی وتقریری جواہر پارے صفحہ 38)

شعائرِ اسلام کا''ادب''

''حضرت مولانا محمد رشید صاحبؒ مدرسہ جامع العلوم کانپور میں مدرس دوم تھے۔آپ حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے شاگردِ رشید تھے۔موصوف کو علمِ فقہ میں بڑی دستگاہ حاصل تھی۔کانپور میں مولوی صاحبؒ کے پاس ایک استفتاء آیا کہ:۔''گھوڑے کے جنازہ کی نماز پڑھنی کیسی ہے؟''

آپ نے ظرافت کے پیرائے میں جواب لکھا کہ:۔''اگرکسی نے گھوڑے کو کلمہ پڑھتے ہوئے سنا ہوتو اس کی نماز جنازہ ضرور پڑھنی چاہیئے ورنہ نہیں''۔

اس پر حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔''جواب کیسا مدلل دیا کہ نماز جنازہ مسلمان کی ہوتی ہے اور جب تک کلمہ نہ پڑھے مسلمان نہیں ہوتا''۔

(حکایات اسلاف دیوبند صفحہ 338 بحوالہ تذکرۃ الظفر صفحہ 67-68)

ڈاکوؤں کا گروہ

''ایک بار مولانا احمد علی صاحبؒ (محدث سہارنپوری) کہیں جارہے تھے۔آپ کے ساتھ کچھ شاگرد اور متوسلین بھی تھے۔راستہ میں ایک دیہاتی (دیہاتی) نے ان کو دیکھ کر کہا:''ڈاکوؤں کا گروہ جارہاہے''۔شاگردوں نے انہیں مارنا چاہا مگر آپ نے سختی سے منع کردیا۔

(حکایات اسلاف دیوبند صفحہ 59 بحوالہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ30اگست1977)

وَلَاتَنَابَزُوْابِالْاَلْقَاب ____!

''حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوتا تھا جس کو لوگ نبیا نبیا کہتے تھے۔ایک دفعہ اس نے مولانا سے درخواست کی کہ میرا ایک خط لکھ دیجئے۔مولانا نے خط لکھ کردیا جب اس کا نام لکھنے لگے تو اس نے کہا:۔

''نبیانہ لکھئے۔نبی الدین لکھئے''

حضرت مولانا نے مزاحاً فرمایا:۔

''نہیں نبیح الدین ہوگا''

اور یہ نباح سے مشتق ہے جس کے معنی بھونکنے کے ہیں۔مگراس کو تو لغت کی کچھ خبر نہ تھی۔وہ اس کو گاتا پھرتا تھا کہ''میرا نام نبیح الدین ہے مجھے نبیانہ کہا کرو''۔لوگ ہنستے تھے کہ بیوقوف یہ تو برا نام ہے۔وہ کہتا واہ مولاناؒ نے میرا نام یہی لکھا ہے''۔

(حکایات اسلاف دیوبند صفحہ 69 بحوالہ جمال الجلیل صفحہ 26)

چاروں عناصر کا مجموعہ

''حضرت ملامحمود دیوبندیؒ جو بہت حلیم الطبع تھے ایک طالبعلم پر سخت ناراض ہوئے اور گھونسہ مارا مگر طالب علم کے فوراً اٹھنے کے سبب خود ان کے ہاتھ پر چوٹ آئی جس سے اور غصہ آیا۔اس لئے مارنے کھڑے ہوگئے تو طالب علم بھاگا تو انہوں نے جوتا اتار کر مارا۔حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ قریب ہی دیکھ رہے تھے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے دریافت کیا اور فرمایا:''میں سمجھتا تھا کہ ملاصاحب میں تین عنصر ہیں۔آب، باد، خاک۔چوتھا عنصر نار ہے ہی نہیں۔مگر آج معلوم ہوا کہ نہیں چاروں عنصر موجود ہیں۔''

(حکایات اسلاف دیوبند صفحہ 106 بحوالہ اشرف السوانح ج1 صفحہ 225)

اردواور انگریزی زبانوں کے بارہ میں وصیت

''شعبان کے مہینہ میں جبکہ طلباء امتحان سے فارغ ہوکر اپنے وطن جانے والے تھے حضرت علامہ انورشاہ صاحب نے دارالعلوم دیوبند میں اپنے تلامذہ سے بالخصوص خطاب فرمایا۔اسی تقریر میں آپ نے فرمایا:۔

''میں نے اپنے عربی اور فارسی ذوق کو محفوظ رکھنے کے لئے ہمیشہ اردو لکھنے اور پڑھنے سے احتراز کیا۔یہاں تک کہ عام طور سے اپنی خط وکتابت کی زبان بھی میں نے عربی اور فارسی ہی رکھی لیکن اب مجھے اس پر بھی افسوس ہے۔ہندوستان میں اب دین کی خدمت اور دین سے دفاع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اردو میں مہارت پیدا کی جائے اور باہر کی دنیا میں دین کا کام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انگریزی زبان کو ذریعہ بنایا جائے۔میں اس بارہ میں آپ صاحبوں کو خاص طور پر وصیت کرتا ہوں۔''

(حکایات اسلاف دیوبند صفحہ 151 بحوالہ حیات نور صفحہ 141)

شراب،زنا کی ضرورتاً اجازت

''ایک مرتبہ حضرت مولانا مظفرحسین صاحب کاندھلویؒ کا جلال آباد یا شاملی سے گزر ہوا۔ایک مسجد ویران پڑی تھی۔وہاں نماز کے لئے تشریف لے گئے۔پانی کھینچا، وضو کیا،مسجد میں جھاڑو دی۔بعد میں ایک شخص سے پوچھا کہ:۔''یہاں کوئی نمازی نہیں؟''

اس نے کہا:''جی سامنے خاں صاحب کا مکان ہے جو شرابی اور رنڈی باز ہیں۔اگر وہ نماز پڑھنے لگیں تو یہاں اور بھی دوچار نمازی ہوجائیں۔''

آپ ان خاں صاحب کے پاس تشریف لے گئے تو رنڈی پاس بیٹھی ہوئی تھی اور نشے میں مست تھے۔آپ نے خاں صاحب سے فرمایا:۔''بھائی خان صاحب!اگرتم نماز پڑھ لیا کروتو دوچار آدمی اور جمع ہوجایا کریں گے اور مسجد آباد ہوجائے گی۔''

خاں صاحب نے کہا:''میرے سے وضو نہیں ہوتا اور نہ یہ دوبُری عادتیں چھوٹتی ہیں۔''

آپ نے فرمایا کہ:''بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو۔''

اس نے عہد کیا کہ''میں بغیر وضو نماز پڑھ لیا کروں گا۔''

آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور کچھ فاصلے پر نماز پڑھی اور سجدے میں خوب روئے۔ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضرت آپ سے دوایسی باتیں سرزد ہوئیں جو کبھی نہیں ہوئیں۔اول یہ کہ آپ نے شراب اور زنا کی اجازت دے دی۔دوسرے یہ کہ آپ سجدے میں خوب روئے۔

حضرت مولانا مظفرحسین صاحب کاندھلویؒ نے فرمایا کہ:''سجدہ میں میں نے جناب باری سے التجا کی تھی کہ اے رب العزت کھڑا تو میں نے کردیا۔اب دل تیرے ہاتھ میں ہے۔''

اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مؤلف کتاب روایات اسلاف دیوبند لکھتے ہیں:۔

''بے وضو نماز پڑھنا یا سجدہ کرنا کسی حال میں جائز نہیں ہے۔حضرت مولانا مظفرحسین صاحب کو چونکہ اپنی نور بصیرت سے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ان لوگوں کی ہدایت اور اصلاح کا یہی ذریعہ ہوسکتا ہے اس لئے انہوں نے ضرورتاً بظاہر اس کی اجازت دے دی۔''

(حکایات اسلاف دیوبند صفحہ 29 بحوالہ حالات مشائخ کاندھلہ صفحہ 35)